یعنی

صحیح عقیدے

تالیف

مفتی طاہر محمود مدظلہ

جامعہ اشرف العلوم بیت الکرم، کورنگی، کراچی

تصدیق

حضرت مولانا مفتی **سحبان محمود** رحمہ اللہ

شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم، کورنگی، کراچی

مکتبۃ البشریٰ

کراچی - پاکستان

فہرست

انتساب

اس دارِ فانی سے بعجلت روٹھ جانے والی عزیز شخصیت کے نام جو اولاد کے لیے مہربان والد، دانا مربی اور کامل شیخ تھے، جن کی نظرِ کیمیا اثر سے راہِ حیات کے نہ جانے کتنے تھکے ماندے مسافروں کو حیاتِ طیبہ کی راہ تاباں و درخشندہ دکھائی، جن کی دعاؤں کا حصار اور ٹھنڈا سایہ نہ جانے کتنے اداروں اور افراد کو مصائب، مشکلات اور فتنوں کی یلغار سے حفاظت فراہم کرتا تھا، جن کی مثالی تربیت اور بے مثال سایۂ عاطفت کی خوشی کو محسوس کرتے میں احقر نے اپنی زندگی کے چوبیس سال نہایت بے فکری اور چین و سکون سے گزارے۔ اب ان کے چلے جانے کے بعد معمولی مسائل بھی کڑی دھوپ میں دوگراں نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی کامل مغفرت فرمائے، ان کو مقامِ قرب سے نوازے اور اس کتاب کو (جو درحقیقت ان کا ہی فیض ہے) ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور ہمیں ان کے فیض سے محروم نہ فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ. آمین

تقریظ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد! صحیح عقیدہ وہ بنیاد اور اساس ہے کہ جس پر انسان کی فلاح ونجات کا دارومدار ہے، عقیدے کی درستگی کے بغیر اعمالِ صالحہ کی کوئی قدر و قیمت نہیں، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے بھی اس پر بہت زور دیا بلکہ یہاں تک فرمادیا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ﴾ کہ اللہ تعالیٰ اعمال میں ہونے والی کوتاہی تو جس کی چاہیں گے، معاف فرمادیں گے لیکن شرک (یعنی عقیدے کی کوتاہی) کی معافی کی ان کے یہاں گنجائش نہیں۔ اس سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ عقیدے کی اصلاح اور درستگی اسلام میں کس قدر اہم بالشان ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں باطل قوتوں نے مسلمانوں کے عقائد پر شب خون مارنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے علمائے اسلام کو کہ انہوں نے بھی ہر دور میں ان باطل قوتوں کے مکر وفریب کا پردہ چاک کرکے عقائد کو ہر قسم کی ملاوٹ اور شک وشبہ سے پاک وصاف رکھنے کا کام بحسن وخوبی انجام دیا، چنانچہ اس موضوع پر ہر دور میں کتابیں لکھی جاتی رہیں۔ اسی لیے دینی مدارس (جن کے دیگر مقاصد کے علاوہ ایک اہم مقصد مسلمانوں کے عقائد وافکار کی درستگی اور حفاظت بھی ہے) میں بھی عقائد کی تعلیم کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے اور نہایت شرح وبسط اور تحقیق کے ساتھ عقائد کی تعلیم دی جاتی ہے، لیکن عموماً مدارس میں اس موضوع کو فوقانی درجات میں پڑھایا جاتا ہے، نچلے درجات میں عقیدے پر کوئی خاص قابل ذکر کتاب عموماً نہیں پڑھائی جاتی، مدرسہ اشرف العلوم

بیت المکرم کراچی کا جب آغاز ہوا تو وہاں کے نصاب تعلیم میں اس مضمون کو ابتدائی درجات میں بھی اہتمام کے ساتھ پڑھانے کا فیصلہ کیا گیا، لیکن ابتدائی درجات کے معیار کی کوئی کتاب اس وقت دستیاب نہ تھی، چنانچہ فرزند عزیز مولوی محمود سلمہ اللہ تعالیٰ استاذ جامعہ ہٰذا نے مرحلہ متوسطہ کے طلبہ کو ایمانیات کی تشریح اس انداز میں پڑھائی کہ جس کے ذیل میں ضروری عقائد کی مناسب تشریح اور غلط عقائد کی نشاندہی کے ساتھ ان کی تردید بھی بڑے سہل انداز میں آ گئی۔

موصوف نے جب اس کو شائع کرنے کا ارادہ کیا تو اس تشریح کو طالب علم کی سہولت کے لیے سوالاً جواباً کر دیا، اور پھر اس کے حاشیہ میں دلائل بھی دے دیے ہیں۔ جس سے یہ تحریر مستند اور جامع بنانے کے لئے بعض حضرات علماء کے سامنے پیش کر کے ان سے بھی توثیق کرا لی، چنانچہ ان کی اس کاوش کو جناب مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب مدظلہم (نائب مفتی دارالعلوم کراچی)، جناب مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب مدظلہم اور حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب دامت برکاتہم نے بڑا حصہ مطالعہ فرما کر تصدیقات فرمائی ہیں، ان حضرات کی تصدیقات کے بعد اب یہ کتاب اس قابل ہے کہ شائع کی جائے اور مدارس میں داخلِ نصاب کی جائے۔ اللہ تعالیٰ عزیز کی اس محنت کو قبول فرمائیں اور اس کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائیں۔ آمین

بندہ محمد
[signature]
۲۷ ۱۲/۱۹ ھ
جامعہ دارالعلوم کراچی

عرضِ مؤلف

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد! عقائد کی اہمیت مسلم ہے، مگر ہمارے یہاں اس کو جس اہتمام سے پڑھانے کی ضرورت ہے، عموماً وہ اہتمام نظر نہیں آتا، چنانچہ ابتدائی درجات میں تو اس موضوع پر کوئی قابلِ ذکر کتاب داخلِ نصاب ہی نہیں، تاہم درجہ سادسہ میں جاکر "شرح عقائد" خاص اس موضوع کی کتاب ہے، مگر اس کو پڑھنے کے بعد بھی طالب علم کوئی زمانہ پائے جانے والے باطل فرقوں اور ان کے نظریات کے بارے میں کوئی خاص آگاہی حاصل نہیں ہوتی۔

جس زمانے میں احقر اپنے مادرِ علمی دار العلوم کراچی میں مدرس تھا، اس وقت احقر نے اپنے اساتذہ کرام کی خدمت میں اس کا تذکرہ کیا تھا اور درخواست کی تھی کہ اس موضوع کو مرحلہ متوسطہ سے مرحلہ عالیہ تک مسلسل شاملِ نصاب رہنا چاہیے، مگر مشکل یہ تھی کہ اس موضوع کا ایسا نصاب دستیاب نہ تھا کہ جس کو تسلسل کے ساتھ شاملِ نصاب کرلیا جائے، چنانچہ یہ تجویز مرحلہ متوسطہ سالِ سوم میں "تعلیمات اسلام" کے حصہ عقائد کو شامل کرنے سے آگے نہ بڑھ سکی (بعد میں یہ حصہ بھی اس مرحلے کے طلبہ کی استعداد سے بلند ہونے کی وجہ سے نصاب سے خارج کردیا گیا)۔

پھر جب احقر پر مدرسہ اشرف العلوم میں تدریس کی ذمہ داریوں کے ساتھ انتظام کا بوجھ لادا گیا تو احقر نے پہلی فرصت میں اس موضوع کو مرحلہ وار بتدریج شاملِ نصاب کرنے کی ہمت کی، اور "جو بولے وہ دروازہ کھولے" کے بمصداق تمام اساتذہ نے یہ درس

بھی احقر ہی کے سپرد کر دیں۔ اس موقع پر احقر نے مرحلہ متوسطہ کے طلبہ کی استعداد کے مطابق ادیان مفصل کی تشریح اس انداز میں کی کہ اس مرحلہ کی استعداد کے مطابق ضمنًا موجودہ زمانے کے چند باطل فرقوں کا ایک اجمالی جائزہ اور ان کے عقائد باطلہ پر مختصر سا تبصرہ بھی ان کے سامنے آجائے۔

ناکارہ کا یہ درس بعض طلبہ نے قلم بند کر لیا تھا، اور اسی کی فوٹو کاپی بعد کے سالوں میں شامل نصاب رہی، پھر بعض احباب کا اصرار ہوا کہ مرحلہ ثانویہ عامہ کے لیے بھی یہ کام ہونا چاہیے، چنانچہ ان کے لیے کچھ حصے داخل نصاب کرنے کی تجویز ہوئی، تو احقر نے احباب کے اصرار پر اس کے دلائل بھی جمع کر دیئے اور طلبہ کی سہولت کے لیے ادیان مفصل کی تشریح پر مواد جمع کر کے مرتب کر دیا۔

لیکن چونکہ یہ ایک بہت نازک موضوع ہے، جس پر قلم اٹھانے کے لیے علمی مہارت اور وسیع تدریسی تجربہ کے علاوہ اسلاف کے دینی رنگ اور مسلکی مزاج سے آشنائی بہت ضروری ہے، اور ظاہر ہے کہ احقر ان تمام اوصاف سے تہی دامن ہے، اس لیے اپنی اس کاوش کو شائع کرانے کا کوئی ارادہ حاشیہ خیال میں بھی نہ تھا۔ کئی سال بعد اب بعض دوستوں کی ہمت افزائی پر اس شرط کے ساتھ اس کو طبع کرنے کا ارادہ ہوا کہ یہ تحریر حرفًا حرفًا اپنے اساتذہ کرام کی نظر سے گزار کر اطمینان کر لیا جائے، چنانچہ استاذ محترم حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف صاحب زید مجدہم اور حضرت مولانا مفتی محمد عبد اللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں اس کو پیش کرنے کی جسارت کی اور ان حضرات نے کمال شفقت سے کام لیتے ہوئے اس کتاب کا مکمل مطالعہ فرمایا اور احقر کو اپنے مفید مشوروں سے نوازنے کے علاوہ اس تحریر میں موجود نقص الفاظ کی بھی تصحیح فرمائی۔

پھر احقر نے اس کتاب کے مسودے کو اپنے سفر عمرہ ۱۴۲۱ھ میں حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (حضرت اب ہمارے درمیان نہیں ہے اور رمضان ۱۴۲۲ھ کو مدینہ

الرسول ﷺ میں رحلت فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون) کی خدمت میں بھی بغرض اصلاح پیش کیا۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے ایک ہی نشست میں پوری کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ فرما کر اصلاحات فرمائیں اور اپنے نہایت گراں قدر قیمتی مشوروں سے نوازا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

ان ثقہ اور مشاہیر علمائے کرام کی نظر سے گزرنے کے بعد اب یہ کاوش الحمد للہ اس قابل ہے کہ اس کو شائع کر دیا جائے۔

اسی کتاب کا دوسرا حصہ جو مرحلہ ثانویہ خاصہ کی استعداد کے حامل طلباء کی رعایت سے مرتب کیا گیا ہے، آخری مراحل میں ہے، اس حصہ میں تاریخ اختلاف امت اور اسباب اختلاف کے علاوہ زمانہ قدیم و جدید کے فرقوں کا تعارف، ان کے عقائد اور ان پر رد کے علاوہ اہل سنت والجماعت کا تعارف، ان کی علامات اور ان کے عقائد کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ ہے۔

قارئین کرام کو اگر اس کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے تو وہ یقیناً میری جہالت کا شاخسانہ ہوگی، از راہ کرم ایسی صورت میں ناچیز کو مطلع فرما دیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرمائے اور اس کو احقر اور احقر کے والد صاحب رحمہ اللہ کے لیے زاد آخرت بنائے۔ آمین

ابو الحامد طاہر محمود

خادم طلبہ

اشرف العلوم بیت المکرم، کورنگی

جائے، چاہے وہ درست ہو یا غلط[1] اور دینی زبان میں اللہ تعالیٰ کا مقرر فرمودہ وہ طریقہ جس کو بندہ اپنے اختیار سے اپنا کر حقیقی کامیابی اور فلاح پا جائے۔[2]

سوال: ہمارا مذہب کیا ہے؟

جواب: ہمارا دین اور مذہب اسلام ہے۔ یہی وہ مذہب ہے جو انسان کی نجات اور کامیابی کا ضامن ہے، دین اسلام جیسی جامعیت، کمال اور جاذبیت کسی دوسرے مذہب میں نہیں، یہی مذہب ساری دنیا کے انسانوں کے لیے تاقیامت کامیابی کا ضامن ہے۔
اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا مذہب مقبول نہیں ہے، جس نے اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا مذہب اپنایا، وہ دنیا اور آخرت کے خسارہ اور ناکامی کے علاوہ اللہ کے غیظ وغضب کا مستحق ہوا۔[3]

سوال: دین اسلام کیا ہے؟

جواب: دین اسلام عقیدے اور عمل کے مجموعہ کا نام ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ نے جن جن چیزوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے، ان کا دل میں یقین جمانا، زبان سے اظہار اور اقرار تابعداری کرنا اور اپنی زندگی کو اس کے مطابق گزارنے کا نام مذہب اسلام ہے۔[4]

---

[1] قال تعالیٰ: ﴿لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ﴾ (الکافرون: ۶)

[2] قال الملا جیون فی "نور الانوار": الدین هو وضع إلهي، سائق لذوي العقول، باختيارهم المحمود إلى الخير بالذات، وهو يشمل العقائد والأعمال. (ص: ٦)

[3] قال تعالیٰ: ﴿فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ﴾ (الأنعام: ۱۲۵) وقال تعالیٰ: ﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آل عمران: ۱۹) وقال تعالیٰ: ﴿وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدة: ۳) وقال تعالیٰ: ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ (آل عمران: ۸۵)

[4] قال تعالیٰ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾ (الكهف: ۱۰۷) وكما ورد في حديث جبرئيل، وقال الإمام الأعظم في "الفقه الأكبر": الدين اسم واقع —

سوال: ایمان اور اسلام کسے کہتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جن باتوں کی خبر دی ہے، ان کا اسی طرح دل میں یقین کرنا اور تصدیق کرنا "ایمان" کہلاتا ہے، اور اس یقین و تصدیق کا زبان سے اظہار و اقرار کرنا اور اپنی زندگی اس کے مطابق گزارنا "اسلام" کہلاتا ہے، لہٰذا ایمان وہ بنیاد ہے، جس پر مذہب اسلام کی عمارت قائم ہے، اس کے بغیر صرف زبان سے اقرار کرنا منافقت ہے، چنانچہ ایمان کے بغیر (اللہ تعالیٰ کے یہاں) نہ اسلام معتبر ہے اور نہ عمل صالح کا کوئی اعتبار ہے۔[1]

سوال: مسلمان ہونے کے لیے کن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے؟

جواب: ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر چند سوالات امت کی تعلیم کے لیے کیے تھے، جس میں ایک سوال ایمان کے بارے میں تھا، اور آپ نے اس کے جواب میں کلمۂ شہادت کے علاوہ وہ بنیادی باتیں بیان فرمائی تھیں، جن کی تصدیق کرنا ایمان کے لیے ضروری ہے، اور وہ باتیں ایمان مفصل میں جمع کر دی گئی ہیں، ایمان مفصل یہ ہے:

امنت باللّٰہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ من اللّٰہ تعالی والبعث بعد الموت۔[2]

= علی الإیمان والإسلام والشرائع کلہا (الفقہ الأکبر)

[1] کما ورد فی حدیث جبرئیل فی جواب: "ما الإسلام؟" وقال الملا علی القاري في "شرح الفقہ الأکبر": قال الإمام الأعظم في کتاب الوصیۃ: الإیمان إقرار باللسان وتصدیق بالجنان والإقرار وحدہ لا یکون إیمانا؛ لأنہ لو کان إیمانا لکان المنافقون کلہم مؤمنین، قال اللہ تعالی في حق المنافقین: ﴿واللّٰہ یشہد إن المنافقین لکاذبون﴾ (المنافقون: ۱) ... ثم التصدیق رکن حسن لعینہ لا یحتمل السقوط في حال من الأحوال. (شرح الفقہ الأکبر، ص: ۸۷ طبع مصر)

[2] کما ورد في حدیث جبرئیل. البخاري، رقم: ۵۰، مسلم، رقم: ۸، ۱۰، =

میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں
پر اور قیامت کے دن پر اور تقدیر پر کہ خیر و شر اللہ کی جانب سے ہوتا ہے اور مرنے
کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر۔

سوال: کفر کیا ہے؟
جواب: ان باتوں کی تصدیق اور اقرار ایمان کے لیے ضروری ہے، ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنا کفر ہے، جیسے کوئی اللہ تعالیٰ کا انکار کردے، یا کسی پیغمبر کو نہ مانے تو ایسا شخص کافر ہو جائے گا۔[1]

سوال: شرک کسے کہتے ہیں؟
جواب: اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات یا عبادت میں کسی دوسرے کو شریک بنانا شرک کہلاتا ہے، جیسے ہندو بہت سے خدا مانتے ہیں، عیسائی حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی خدا مانتے ہیں۔[2]
صفات میں شرک کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفت جیسی کسی دوسرے کے لیے ثابت کرنا، جیسے کسی پیر فقیر کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ اولاد دے سکتا ہے یا بارش برسا سکتا ہے۔[3]

— ابو داود، رقم: ٤٦٩٥، نسائی، رقم: ٤٩٩٠، ابن ماجہ، رقم: ٦٣، ٦٤

[1] لقوله تعالى: ﴿والذين كفروا بآيات الله أولئك هم الخاسرون﴾ (الزمر: ٦٣) ولقوله تعالى: ﴿ما يجادل في آيات الله إلا الذين كفروا﴾ (المؤمن: ٤)

[2] لقوله تعالى: ﴿قل هو الله أحد الله الصمد﴾ (الإخلاص) ولقوله تعالى حكاية عن إبراهيم عليه السلام: ﴿يا قوم إني بريء مما تشركون إني وجهت وجهي للذي فطر السماوات والأرض حنيفا وما أنا من المشركين﴾ (الأنعام: ٧٨، ٧٩)

[3] لقوله تعالى: ﴿ليس كمثله شيء وهو السميع البصير﴾ (الشورى: ١١)

اسی طرح عبادت میں شریک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو بھی عبادت کے لائق سمجھنا، جیسے قبر کو یا پیر کو عبادت کے طور پر سجدہ کرنا، اللہ کے سوا کسی غیر کے نام کی منت ماننا یا کسی نبی ولی کے نام کا روزہ رکھنا وغیرہ۔

ل قال تعالی: وما أمروا إلا ليعبدوا إلها واحدا (التوبة ٣١) وقال تعالى: فإذا ركبوا في الفلك دعوا الله مخلصين له الدين فلما نجاهم إلى البر إذا هم يشركون ○ (العنكبوت ٦٥)
وقال: ويعبدون من دون الله ما لا يضرهم ولا ينفعهم ويقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله ○
(يونس ١٨)

پہلا باب:

اللہ تعالیٰ پر ایمان

سوال: اللہ جل شانہٗ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

جواب: اللہ تعالیٰ اس ذات کا نام ہے، جو یکتا ہے اور تمام اچھی صفات اور خوبیاں اس میں ہیں۔ ذات، صفات اور عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں، جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، جس نے تمام جہانوں کو پیدا کیا، اسے کسی نے پیدا نہیں کیا، جس کو چاہتا ہے اپنے اختیار سے پیدا فرما دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اپنے اختیار سے فنا فرما دیتا ہے۔ دنیا کی تمام باتیں اس کے اختیار و ارادے سے ہوتی ہیں، وہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے، ہر چھوٹی بڑی چیز کا جاننے والا ہے، وہی سب کو رزق دیتا ہے، وہی جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے، زندگی اور موت اسی کے قبضہ اور اختیار میں ہے۔[1]

سوال: کیا انسان اللہ جل شانہٗ کی ذات کو سمجھ سکتا ہے؟

جواب: اللہ جل شانہٗ کی حقیقت کا علم انسان کی طاقت اور اس کے بس سے باہر ہے، بڑے

---

[1] قال تعالیٰ: ﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (البقرة: ۱۶۳) وقال: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ﴾ (القصص: ۸۸) وقال: ﴿وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾ (الرحمٰن: ۲۷) وقال: ﴿خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (الانعام: ۱۰۲) وقال: ﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ (هود: ۱۰۷، البروج: ۱۶) وقال: ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ﴾ (الاعراف: ۵۴) وقال: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ (الشورٰى: ۱۱) وقال: ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ﴾ (الانعام: ۵۹) وقال: ﴿وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (آل عمران: ۲۶) وقال: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾ (الروم: ۲۷)

نکلیں تو ہم دیکھ کر یہ جان لیتے ہیں کہ یہاں سے کوئی گزرنے والا گزرا ہے تو یہ بڑے

بڑے برجوں اور ستاروں والا آسمان، یہ کشادہ اور کھلے راستوں والی زمین،

ضرور اس کے موجود ہونے کی خبر دیتی ہے۔

دیکھیے یہ عام سا دیہاتی کوئی عالم و فاضل اور محقق نہیں مگر یہ بھی معمولی غور و فکر سے اللہ تعالیٰ کا موجود ہونا جان لیتا ہے، تو وہ لوگ جو اس قدر واضح نشانیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے وجود کے منکر ہیں، ان کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ ان کی عقلوں پر پردے پڑ گئے ہیں۔

وحدانیت

سوال: اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہیں؟

جواب: خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا اپنی وحدانیت بیان فرمائی ہے (اور ہمارے لیے یہی دلیل کافی ہے) چنانچہ فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾[1]

یعنی تم کہو کہ اللہ ایک ہے۔

اور فرمایا: ﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَّا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾[2]

یعنی اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی رحمٰن و رحیم ہے۔

سوال: بعض لوگ اللہ کے وجود کو تو مانتے ہیں مگر ایک سے زیادہ معبودوں کا عقیدہ رکھتے ہیں، جیسے ہندو اور عیسائی وغیرہ، ان کے لیے کوئی عقلی دلیل بیان کریں؟

جواب: ایک سے زیادہ معبود ہونا عقل و فطرت دونوں کے خلاف ہے، ذرا سوچیے تو کہ اس دنیا میں ایک چھوٹے سے ملک پر بھی ایک وقت دو آدمیوں کی حکمرانی یا بادشاہت نہیں چل سکتی تو اتنے بڑے عالم میں خداوند قدوس کے ساتھ اس کی خدائی میں کوئی

۱۔ الاخلاص: ۱ ۲۔ البقرہ: ۱۶۳

دوسرا کیسے شریک ہو سکتا ہے؟ کیوں کہ دو خدا ہونے کی صورت میں یا تو دونوں میں ہمیشہ اتفاق رہتا یا اختلاف ہوتا۔ ہمیشہ اتفاق ہونے کی صورت میں دوسرے خدا کی حاجت نہیں، کیونکہ جب ایک کا فعل و ارادہ کافی ہو گیا، تو دوسرے کی کیا ضرورت؟ جب دوسرے کی ضرورت نہیں، تو دوسرا از خود معطل ہو گیا اور معطل ہونا شانِ خداوندی کے خلاف ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ دو خدا نہیں ہو سکتے۔

اور اگر دونوں میں اختلاف ہو مثلاً ایک نے زید کو موت دینے کا ارادہ کیا، اور دوسرے نے اسی وقت میں اسی کو زندگی دینے کا ارادہ کیا، تو ضروری ہے کہ اس ایک وقت میں یا تو زید کو موت آئے یا زندگی ملے، دونوں باتیں ایک وقت نہیں ہو سکتیں، لہٰذا اگر زید کو موت مل گئی تو دوسرا خدا جس نے زید کی زندگی کا فیصلہ کیا تھا، وہ عاجز ہو گیا اور عاجز ہونا خدا کی شان کے خلاف ہے، اور اگر اسی وقت میں زید کو زندگی ملی، تو دوسرا خدا جس نے زید کی موت کا فیصلہ کیا تھا، وہ عاجز ہو گیا، اور عاجز خدا نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا ثابت ہو گیا کہ خدا تعالیٰ ایک ہی ہے، دو نہیں ہو سکتے اور خدائی میں شرکت محال ہے۔ مشرکین کے لیے یہی مذکورہ عقلی دلیل اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے، ارشاد ہے: ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا﴾[1]

صفاتِ کمالیہ

سوال: اللہ تعالیٰ کی صفاتِ کمالیہ کون کون سی ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی صفاتِ کمالیہ بہت سی ہیں، ان میں سے چند صفاتِ کمالیہ (یعنی خوبی، اچھی صفات) یہ ہیں:

۱۔ وحدت: یعنی خداوند قدوس اپنی ذات میں بھی یکتا ہے، اور صفات میں بھی یکتا ہے، نہ

۱۔ الانبیاء: ۲۲

اس کی ذات میں کوئی شریک ہے اور نہ صفات میں۔[1]

۲۔ قدم: یعنی اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، نہ اس کی ابتدا ہے، نہ انتہا ہے۔[2]

۳۔ حیات: یعنی زندگی، خدا تعالیٰ زندہ ہے اور زندہ ہی رہے گا، زندگی کی صفت اس کے لیے ہمیشہ ہمیشہ ثابت ہے۔[3]

۴۔ قدرت: قدرت کے معنی طاقت کے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت اور طاقت حاصل ہے، وہ تمام عالم کو پیدا کرنے، پھر قائم رکھنے، پھر فنا کردینے، پھر دوبارہ موجود کردینے پر قادر ہے، اس کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں۔[4]

۵۔ علم: علم کے معنی جاننے کے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کا عالم یعنی جاننے والا ہے، اس کے علم سے کوئی چھوٹی یا بڑی چیز باہر نہیں، ہر ذرہ ذرہ اس کے علم میں ہے، ہر چیز کو اس کے موجود ہونے سے پہلے اور فنا ہونے کے بعد بھی جانتا ہے، انسان کے دل میں آنے والے خیالات اور اندھیری رات میں چلنے والی چیونٹی کے پاؤں کی حرکت، سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، علم غیب (یعنی پوشیدہ باتوں کا علم) خدا تعالیٰ ہی کی خاص صفت ہے۔[5]

---

۱ لقوله تعالى: قل هو الله احد (الإخلاص: ١) وقوله تعالى: ليس كمثله شيء (الشورى: ١١)

۲ لقوله تعالى: هو الأول والآخر والظاهر والباطن (الحديد: ٣) وفي النبي ﷺ: اللهم أنت الأول فليس قبلك شيء وأنت الآخر فليس بعدك شيء.

(مسلم رقم: ٢٧١٣، كنز العمال رقم: ٣٨٤٠)

۳ قال تعالى: الله لا إله إلا هو الحي القيوم (البقرة: ٢٥٥) وقال تعالى: وعنت الوجوه للحي القيوم (طه: ١١١)

۴ قال تعالى: والله على كل شيء قدير (البقرة: ٢٨٤)

۵ قال تعالى: يعلم ما بين أيديهم وما خلفهم (البقرة: ٢٥٥، طه: ١١٠) وقال: إنه عليم بذات الصدور (الملك: ١٣) وقال: وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها إلا هو ويعلم ما في —

٦۔ ارادہ: ارادہ کے معنی اپنے اختیار سے کام کرنا۔ اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے اپنے اختیار سے پیدا فرماتا ہے اور جسکو چاہتا ہے اپنے ارادہ سے فنا فرماتا ہے۔ تمام عالم میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کے اختیار و ارادہ سے ہوتا ہے، وہ کسی بات میں مجبور و لاچار نہیں۔[1]

٧۔ سمع و بصر: سمع کے معنی سننا اور بصر کے معنی دیکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ بغیر کان و آنکھ کے سنتا اور دیکھتا ہے، اسکے لیے اندھیرا، اجالا، دور اور نزدیک سب دیکھنے اور سننے میں برابر ہے۔[2]

٨۔ کلام: کلام کے معنی بولنا، یعنی اللہ تعالیٰ بغیر زبان کے بولنے والا ہے، اسے کلام میں زبان کی حاجت نہیں، کیونکہ محتاج ہونا مخلوق کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ محتاجگی سے پاک ہے، اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی کیفیت ہمیں نہیں معلوم۔[3]

تنبیہ: یہ بات خوب سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کی صفتوں سے پاک ہے، اس کی صفات ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی، اس کی کوئی صفت کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔[4]

قرآن کریم اور حدیث شریف میں جو اللہ تعالیٰ کی بعض ایسی صفات کا ذکر ہے، مثلاً

البرّ والبحر وما تسقط من ورقة إلا يعلمها ولا حبة في ظلمات الأرض ولا رطب ولا يابس إلا في كتاب مبين﴾ (الأنعام: ٥٩)

[1] قال تعالى: ﴿فعّال لما يريد﴾ (البروج: ١٦) وقال: ﴿وربك يخلق ما يشاء ويختار﴾ (القصص: ٦٨)

[2] قال تعالى: ﴿وهو السميع البصير﴾ (الشورى: ١١)

[3] قال تعالى: ﴿وكلم الله موسى تكليما﴾ (النساء: ١٦٤) وقال: ﴿سلام قولا من رب رحيم﴾ (يس: ٥٨) وقال الإمام الأعظم في "الفقه الأكبر": ونحن نتكلم بالآلات والحروف والله يتكلم بلا آلة ولا حروف. (ص: ٣)

[4] وقال تعالى: ﴿ليس كمثله شيء﴾ (الشورى: ١١) وقال: ﴿سبحان ربك رب العزة عما يصفون﴾ (الصافات: ١٨٠) وقال الإمام أبو حنيفة: لا يشبه شيئا من خلقه ولا يشبهه شيء من خلقه ... وصفاته كلها خلاف صفات المخلوقين يعلم لا كعلمنا، ويقدر لا كقدرتنا، ويرى لا كرؤيتنا (شرح الفقه الأكبر للملا علي القاري)

دیکھنا، سننا، بولنا یا ہاتھ یا قدم وغیرہ، تو ایسی باتوں پر ایمان لانے کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ ان کی اصل حقیقت اور مراد اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، ہماری عقل اس کے سمجھنے سے قاصر ہے، ہم ان کی اصل حقیقت سمجھے بغیر اجمالاً ان پر ایمان لاتے ہیں۔[1]

۹۔ خالق: تخلیق کے معنی پیدا کرنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی تمام مخلوقات کو پیدا فرمانے والا ہے۔ مخلوقات کو پیدا فرمانے میں وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔[2]

۱۰۔ احیا و اماتت: احیا کے معنی زندہ کرنے اور اماتت کے معنی موت دینے کے ہیں، یعنی زندگی دینا اور مارنا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار و ارادے سے ہوتا ہے، اس کے علاوہ کوئی زندگی یا موت دینے والا نہیں ہے۔[3]

۱۱۔ رزاق: اس کے معنی روزی دینے والی ذات، یعنی روزی دینے اور اس میں کمی بیشی کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، اس کے علاوہ کسی کے قبضہ و اختیار میں روزی دینا یا کمی بیشی کرنا نہیں ہے۔[4]

---

[1] قال تعالى: ﴿والراسخون في العلم يقولون آمنا به﴾ (آل عمران: ٧) وقال الإمام الشعراني: اعلم أن من الأدب عدم تأويل آيات الصفات ووجوب الإيمان بها مع عدم التكييف (اليواقيت والجواهر، ص: ۲۰۹، ج ۱) وقال في "الفقه الأكبر": وله يد ووجه ونفس كما ذكره الله تعالى في القرآن، فما ذكره الله تعالى في القرآن من ذكر الوجه واليد والنفس فهو له صفة بلا كيف، ولا يقال إن يده قدرته أو نعمته؛ لأن فيه إبطال الصفة. (ص: ٥٥)

[2] قال تعالى: ﴿ذلكم الله ربكم خالق كل شيء﴾ (المؤمن: ٦٢) وقال: ﴿وخلق كل شيء﴾ (الأنعام: ١٠١) وقال: ﴿فإن الله غني عن العالمين﴾ (آل عمران: ٩٧)

[3] قال تعالى: ﴿قل الله يحييكم ثم يميتكم ثم يجمعكم إلى يوم القيامة لا ريب فيه ولكن أكثر الناس لا يعلمون﴾ (الجاثية: ٢٦) وقال: ﴿الذي خلق الموت والحياة ليبلوكم أيكم أحسن عملا﴾ (الملك: ٢)

[4] قال تعالى: ﴿إن الله هو الرزاق ذو القوة المتين﴾ (الذاريات: ٥٨)

دوسرا باب:

ملائکہ پر ایمان

سوال: فرشتے کون ہیں؟

جواب: فرشتے اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ مخلوق ہیں[1] جو نور سے پیدا کیے گئے ہیں[2] یہ کبھی بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے، جس کام میں لگا دیے گئے ہیں، اسی میں لگے رہتے ہیں[3] یہ نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں[4] نہ سوتے ہیں، یہ نہ مرد ہیں اور نہ عورت۔[5]

ایک مومن کے لیے جس طرح بن دیکھے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ نورانی مخلوق فرشتوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔[6]

سوال: کیا فرشتے انسانی شکل یا دوسری شکل میں آسکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ اپنی شکل کے علاوہ کسی دوسری شکل میں ظاہر ہو جائیں، چنانچہ قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت

---

[1] قوله تعالى: ﴿وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانه بل عباد مكرمون○﴾ (الأنبياء: ٢٦)

[2] عن عائشة رضي الله عنها عن النبي ﷺ قال: خلقت الملائكة من نور.

(مسلم، رقم: ٢٩٩٦، وأحمد: ٦: ١٦٨)

[3] قال تعالى: ﴿لا يعصون الله ما أمرهم ويفعلون ما يؤمرون﴾ (التحريم: ٦)

[4] قال تعالى: ﴿هل أتاك حديث ضيف إبراهيم المكرمين○﴾ ... ﴿فقال ألا تأكلون﴾

(الذاريات: ٢٤، ٢٧)

[5] قال تعالى: ﴿فاستفتهم ألربك البنات ولهم البنون○ أم خلقنا الملائكة إناثا وهم شاهدون○ ألا إنهم من إفكهم ليقولون○﴾ (الصافات: ١٤٩-١٥١)

[6] قال تعالى: ﴿ومن يكفر بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر فقد ضل ضلالا بعيدا﴾ (النساء: ١٣٦) وقال تعالى: ﴿كل آمن بالله وملائكته وكتبه ورسله﴾ (البقرة: ٢٨٥)

مریم علیہا السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے قصوں میں مذکور ہے کہ فرشتے انسانی شکل میں ان کے پاس آئے تھے۔[1]

سوال: فرشتوں کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: فرشتوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں معلوم۔[2]

سوال: کیا فرشتوں کے نام بھی ہیں؟

جواب: جی ہاں! فرشتوں کے نام بھی ہیں، چند نام اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بھی بتائے ہیں اور وہ یہ ہیں:

۱۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام[3]

۲۔ حضرت میکائیل علیہ السلام[4]

۳۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام[5]

۴۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام[6]

---

[1] ﴿هل أتاك حديث ضيف إبراهيم المكرمين ۝ إذ دخلوا عليه فقالوا سلاما قال سلام قوم منكرون ۝﴾ (الذاريات: ٢٤، ٢٥) وقال تعالى: ﴿ولما جاءت رسلنا لوطا سيء بهم وضاق بهم ذرعا﴾ (هود: ٧٧) وعن عمر بن الخطاب في حديث جبرئيل إذ طلع علينا رجل شديد بياض الثياب، شديد سواد الشعر. (البخاري و مسلم)

[2] قال تعالى: ﴿وما يعلم جنود ربك إلا هو﴾ (المدثر: ٣١)

[3] قال تعالى: ﴿من كان عدوا لله وملائكته ورسله وجبريل وميكال فإن الله عدو للكافرين ۝﴾ (البقرة: ٩٨) [4] ایضاً

[5] اللهم رب جبرئيل وميكائيل وإسرافيل، فاطر السموات والأرض، عالم الغيب والشهادة، أنت تحكم بين عبادك. (الحديث) (أحمد: ٦/١٥٦)

[6] أخرج ابن أبي الدنيا وأبو الشيخ في العظمة عن أشعث بن أسلم قال: سأل إبراهيم ؑ ملك الموت، واسمه عزرائيل وله عينان في وجهه. (الحبائك للسيوطي ١٢٣)

اور سبزہ اگانے پر مامور ہیں[1] اور حضرت اسرافیل علیہ السلام قیامت کے دن صور پھونکیں گے[2] جب کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام روح قبض کرنے پر مامور ہیں[3] اسی طرح جنت اور جہنم کی دربانی پر بھی فرشتے مقرر ہیں[4] اللہ تعالیٰ نے انسان کی حفاظت پر بھی کچھ فرشتوں کو مامور فرمایا ہے جو "حفظہ" کہلاتے ہیں[5] اور بعض فرشتے انسان کے نامہائے اعمال لکھنے پر مقرر ہیں، جن کو "کراماً کاتبین" کہا جاتا ہے[6] پھر کچھ فرشتے عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں[7]

---

[1] حديث جابر بن عبد الله المذكور سابقا.

[2] عن أبي سعيد رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إسرافيل صاحب الصور. (الدر المنثور ۱/۹۴، و أحمد: ۳/۱۰)

[3] قال تعالى: ﴿قل يتوفاكم ملك الموت الذي وكل بكم﴾ (الم السجدة: ۱۱) وعن زيد بن ثابت رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: وما من أهل بيت إلا وملك الموت يتعاهدهم في كل يوم مرتين فمن وجده قد انقضى أجله قبض روحه. (كنز العمال رقم: ۴۲۱۳۳)

[4] قال تعالى: ﴿وسيق الذين اتقوا ربهم إلى الجنة زمرا حتى إذا جاءوها وفتحت أبوابها وقال لهم خزنتها سلام عليكم طبتم فادخلوها خالدين ۝﴾ (الزمر: ۷۳) وقال تعالى: ﴿وما جعلنا أصحاب النار إلا ملائكة﴾ (المدثر: ۳۱)

[5] قال تعالى: ﴿وإن عليكم لحافظين ۝﴾ (الانفطار: ۱۰) وقال تعالى: ﴿ويرسل عليكم حفظة﴾ (الأنعام: ۶۱)

[6] وقال تعالى: ﴿وإن عليكم لحافظين ۝ كراما كاتبين ۝﴾ (الانفطار: ۱۰-۱۱)

[7] قال تعالى: ﴿الذين يحملون العرش ومن حوله يسبحون بحمد ربهم﴾ (المؤمن: ۷) وقال تعالى: ﴿ويحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانية﴾ (الحاقة: ۱۷)

تیسرا باب:

آسمانی کتابیں

سوال: آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: جس طرح اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسولوں پر اور فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح ان تمام کتابوں پر بھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں پر نازل فرمائی ہیں، ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ یہ کتابیں بھی سچی ہیں، چنانچہ اگر کوئی شخص ان آسمانی کتابوں پر ایمان رکھے مگر کسی ایک پر ایمان نہ لائے گا تو کافر ہو جائے گا۔[1]

سوال: کون کون سی کتابیں کن کن پیغمبروں پر نازل کی گئیں؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے نبی پاک ﷺ تک اللہ تعالیٰ نے بہت سی کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے ہیں، جیسے توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، زبور حضرت داود علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور قرآن کریم حضرت محمد ﷺ پر۔[2] ان کے علاوہ اور بہت سی چھوٹی چھوٹی کتابیں انبیاء پر اتاری گئیں، جنہیں "صحیفے" کہا جاتا ہے، مثلاً دس صحیفے حضرت آدم علیہ السلام پر، پچاس صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر، تیس صحیفے حضرت ادریس علیہ السلام پر اور دس یا تیس صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر۔[3]

---

1. قال تعالى: ﴿قولوا آمنا بالله وما أنزل إلينا وما أنزل إلى إبراهيم وإسماعيل وإسحاق﴾ (البقرة: ۱۳۶) وقال: ﴿والذين يؤمنون بما أنزل إليك وما أنزل من قبلك﴾ (البقرة: ۴)
2. قال تعالى: ﴿إنا أنزلنا التوراة فيها هدى ونور﴾ (المائدة: ۴۴) وقال: ﴿وآتينا داود زبورا﴾ (النساء: ۱۶۳) وقال: ﴿وآتيناه الإنجيل فيه هدى ونور﴾ (المائدة: ۴۶) وقال: ﴿وأنزلنا إليك الكتاب بالحق مصدقا لما بين يديه من الكتاب﴾ (المائدة: ۴۸)
3. قال تعالى: ﴿إن هذا لفي الصحف الأولى ○ صحف إبراهيم وموسى ○﴾ (الأعلى: ۱۸-۱۹)

سوال: کیا پہلی کتابیں (توراۃ، زبور اور انجیل وغیرہ) آج کل اپنی اصلی تعلیمات کے ساتھ موجود ہیں؟

جواب: چونکہ قرآن کریم کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے کسی اور کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی، اس لیے یہ کتابیں تحریف سے محفوظ نہ رہ سکیں، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں نے ان میں اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق تحریف کر ڈالی، اس لیے ہمارا عقیدہ ان کتب کے بارے میں یہ ہونا چاہیے کہ یہ کتابیں اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء پر نازل فرمائی تھیں، بعد کے زمانے میں ان میں تحریف ہو گئی، اور قرآن کریم کے نازل ہونے کے بعد ان کتب کی پیروی جائز نہیں۔[1]

سوال: آسمانی کتابوں کی ضرورت پر روشنی ڈالیں۔

جواب: دنیا میں یہ قاعدہ اور طریقہ ہے کہ کسی بھی حکومت کا انتظام چلانے کے لیے کچھ دستور اور قانون بنائے جاتے ہیں، جیسے: جرائم پر سزا کا قانون، فوج داری اور عائلی قانون، تجارت اور معیشت کے قانون۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی جو بادشاہوں کا بادشاہ اور احکم الحاکمین ہے، اور تمام عالم جس کی مخلوق و مملوک ہے، اپنے بندوں کے لیے ایسے قوانین اور ضابطے بھیجنے کی ضرورت تھی، جن کی پیروی کر کے بندے اپنے خالق و مالک کی اطاعت و فرماں برداری بجالا سکیں، چنانچہ قوانین الٰہی حضرات انبیائے کرام کے واسطے سے، وقتاً فوقتاً امتوں پر، بصورت کتب یا بصورت صحیفے اتارے جاتے رہے، جن پر سب کو عمل کرنا واجب تھا،[2] یہاں تک کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ پر آخری کتاب قرآن کریم اتاری گئی۔

---

[1] قال تعالیٰ: ﴿يحرفون الكلم عن مواضعه﴾ (المائدة: ۱۳) وقال تعالیٰ: ﴿فاحكم بينهم بما انزل الله ولا تتبع اهواءهم عما جاءك من الحق﴾ (المائدة: ۴۸)

[2] قال تعالیٰ: ﴿ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكفرون﴾ (المائدة: ۴۴)

سوال: قرآن کریم کے بارے میں اسلامی عقیدہ کیا ہے؟

جواب: قرآن کریم کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے[1] جو اس نے اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے[2] تئیس برس میں تھوڑا تھوڑا نازل فرمایا[3] قرآن کریم ایسا معجزہ ہے کہ جس کی نظیر قیامت تک کوئی نہیں بنا سکتا[4] قرآن کریم نے پچھلی تمام آسمانی کتابوں کے احکام منسوخ کردیئے ہیں، قرآن کریم قیامت تک کے انسانوں کے لیے راہِ ہدایت، دستور العمل اور ضابطۂ حیات ہے[5] قرآن کریم میں بہت سے احکام اجمالاً یا تفصیلاً بیان کیے گئے ہیں، پھر ان کی تشریح رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول وعمل (حدیث وسنت) سے فرمائی ہے، اور قرآن کریم کے علاوہ بھی آپ نے اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق احکام بتائے ہیں، ان سب کو ماننا اور ان سب پر عمل کرنا لازم ہے[6]

---

[1] وقال تعالى: ﴿وإن أحد من المشركين استجارك فأجره حتى يسمع كلام الله ثم أبلغه مأمنه﴾ (التوبة: ٦) وقال تعالى: ﴿يريدون أن يبدلوا كلام الله﴾ (الفتح: ١٥)

[2] قال تعالى: ﴿نزل به الروح الأمين﴾ (الشعراء: ١٩٣) وقال تعالى: ﴿إنه لقول رسول كريم﴾ (التكوير: ١٩)

[3] قال تعالى: ﴿وقال الذين كفروا لولا نزل عليه القرآن جملة واحدة كذلك لنثبت به فؤادك﴾ (الفرقان: ٣٢) وقال تعالى: ﴿وقرآنا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا﴾ (بني إسرائيل: ١٠٦) وقال ابن كثير في سورة القدر: قال ابن عباس وغيره: أنزل الله القرآن جملة واحدة من اللوح المحفوظ إلى بيت العزة من السماء الدنيا ثم نزل مفصلا بحسب الوقائع في ثلاث وعشرين سنة على رسول الله ﷺ (تفسير ابن كثير: ٣/٥٢٩)

[4] قال تعالى: ﴿قل لئن اجتمعت الإنس والجن على أن يأتوا بمثل هذا القرآن لا يأتون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا﴾ (بني إسرائيل: ٨٨)

[5] قال تعالى: ﴿وما هو إلا ذكر للعالمين﴾ (القلم: ٥٢) وقال تعالى: ﴿اتبعوا ما أنزل إليكم من ربكم﴾ (الأعراف: ٣)

[6] قال تعالى: ﴿وأنزلنا إليك الذكر لتبين للناس ما نزل إليهم ولعلهم يتفكرون﴾ (النحل: ٤٤) =

قرآن کریم میں قیامت تک تحریف نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے[2] یہی وجہ ہے کہ چودہ سو سال گذرنے کے باوجود قرآن کریم اسی طرح موجود ہے، جس طرح حضور پاک ﷺ پر نازل ہوا تھا، اس کے زیر، زبر اور پیش تک میں نہ کوئی تبدیلی ہوئی ہے اور نہ ہوگی، اسی لیے اس کی کسی سورت، آیت اور لفظ بلکہ حرف تک کا انکار کرنا کفر ہے۔

سوال: آپ بتا رہے ہیں کہ قرآن کریم تیئیس برس میں اترا، جب کہ ہم نے پڑھا ہے کہ قرآن کریم شب قدر میں نازل کیا گیا ہے۔

جواب: یہ دونوں باتیں صحیح ہیں، تفصیل اس کی یہ ہے کہ قرآن کریم لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر پورا کا پورا ایک وقت، رمضان المبارک کی ایک رات: شب قدر میں نازل ہوا، اسی کو قرآن کریم میں فرمایا: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ○﴾[1] پھر اس کے بعد پہلے آسمان سے دنیا میں حضرت محمد ﷺ پر تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت تیئیس سال میں نازل ہوا[3]

سوال: کیا قرآن کریم اسی ترتیب سے ہمارے نبی پاک ﷺ پر نازل ہوا تھا، جس ترتیب سے آج موجود ہے؟

جواب: قرآن کریم کے اترنے کی ترتیب جدا تھی اور لکھنے کی ترتیب جدا، اترنے کی

— وقال تعالى: ﴿هو الذي بعث في الأميين رسولا منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة وإن كانوا من قبل لفي ضلل مبين○﴾ (الجمعة: ۲) وقال تعالى: ﴿وما ينطق عن الهوى○ إن هو إلا وحي يوحى○﴾ (النجم: ۳-۴)

[1] القدر: ۱

[2] قال تعالى: ﴿إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحفظون○﴾ (الحجر: ۹)

[3] قال تعالى: ﴿وقرآنا فرقنه لتقرأه على الناس على مكث ونزلنه تنزيلا○﴾ (بني إسرائيل: ۱۰۶)

چوتھا باب:

انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان

سوال: نبوت یا رسالت کسے کہتے ہیں؟

جواب: یہ بات تم کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ سب حاکموں کا حاکم اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے، اور یہ بھی جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں بندوں کے لیے اپنے احکام بھیجنے کے لیے کچھ خاص لوگوں کو منتخب فرمایا۔[1] ان خاص لوگوں کو جو احکام الٰہی بندوں تک پہنچانے کی ذمہ داری دی گئی، یہ ذمہ داری نبوت اور رسالت کہلاتی ہے اور یہ خاص بندے نبی اور رسول کہلاتے ہیں۔ چونکہ رسول اور نبی اللہ کے خاص اور مقرب بندے ہوتے ہیں، اس لیے ان پر ایمان لانا، ان کی تعظیم اور اطاعت کرنا فرض ہے اور ان کا انکار یا توہین کرنا کفر ہے۔[2]

سوال: نبی اور رسول میں کوئی فرق ہے، یا دونوں ایک ہیں؟

جواب: جی ہاں! نبی اور رسول میں فرق ہے، چنانچہ نبی اس مقدس و معصوم ہستی کا نام ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام بندوں کے پاس پہنچانے کے لیے بھیجا ہو، چاہے اس

---

[1] قال تعالیٰ: ﴿رسلا مبشرين ومنذرين لئلا يكون للناس على الله حجة بعد الرسل وكان الله عزيزا حكيما﴾ (النساء: ١٦٥) وقال: ﴿ربنا لولا أرسلت إلينا رسولا فنتبع آياتك من قبل أن نذل ونخزى﴾ (طه: ١٣٤)

[2] قال تعالیٰ: ﴿يا أيها الذين آمنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللكافرين عذاب أليم﴾ (البقرة: ١٠٤) وقال: ﴿يا أيها الذين آمنوا لا ترفعوا أصواتكم فوق صوت النبي ولا تجهروا له بالقول كجهر بعضكم لبعض أن تحبط أعمالكم وأنتم لا تشعرون﴾ (الحجرات: ٢) وقال: ﴿وما أرسلنا من رسول إلا ليطاع بإذن الله﴾ (النساء: ٦٤)

یہ کوئی کتاب نازل ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، جب کہ رسول اس محترم اور معصوم ہستی کو کہا جاتا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام بندوں کے پاس پہنچانے کے لیے بھیجا ہو اور اس پر کوئی کتاب بھی نازل ہوئی ہو۔[1]

سوال: انبیائے کرام کے بارے میں اسلامی عقیدہ کیا ہے؟

جواب: ہر مومن کے لیے ضروری ہے کہ اجمالاً تمام انبیائے کرام پر ایمان لائے[2] اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ

۱۔ انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے مقرب و محترم بندے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کے لیے منتخب فرمایا ہے۔[3]

۲۔ تمام انبیائے کرام صدق، امانت اور علم و حکمت میں تمام مخلوقات سے بلند و برتر ہیں۔[4]

۳۔ تمام انبیائے کرام ہر قسم کے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں خصوصاً کفر و شرک سے معصوم ہیں اور ان چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے ان کی نبوت ملنے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی

---

[1] قال الشيخ الملا علي القاري: وظاهر كلام الإمام ترادف النبي والرسول كما اختاره ابن الهمام، إلا أن الجمهور على ما قدمنا من أن الرسول أخص من النبي في تحقيق المرام.
(شرح الفقه الأكبر: ۹۶)

[2] قال تعالى: ﴿كُلٌّ آمن بالله وملائكته وكتبه ورسله لا نفرق بين أحد من رسله﴾ (البقرة ۲۸۵) وقال في "شرح الفقه الأكبر": ورسله أي جميع أنبيائه نعم من أنه لم يتبين الرسالة لا ... ولا تعين عددا لئلا يدخل فيهم من ليس منهم أو يخرج منهم من هو منهم
(شرح الفقه الأكبر: ۹۶)

[3] قال تعالى: ﴿الله يصطفي من الملائكة رسلا ومن الناس﴾ (الحج ۷۵)

[4] قال تعالى: ﴿هذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون﴾ (يس ۵۲) وقال تعالى: ﴿إني لكم رسول أمين﴾ (الشعراء ۱۰۷) وقال: ﴿أولئك الذين آتيناهم الكتاب والحكم والنبوة﴾
(الأنعام ۸۹)

حفاظت فرمائی ہے۔[1] اور وجہ اس کی یہ ہے کہ نبوت اور رسالت ایسا جلیل القدر منصب ہے کہ جس سے تمام انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی وابستہ ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی امت کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے نبی کی ہر قول و فعل میں پیروی کریں۔[2] ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ اور ناپسندیدہ بات کی پیروی کا حکم نہیں دیتے۔[3] اس لیے ضروری ہے کہ تمام انبیائے کرام گناہوں سے معصوم اور پاک ہوں۔

۴۔ تمام انبیائے کرام بشر اور پاک ترین انسان ہیں۔ ان کی ہستیاں فرشتوں سے علیحدہ ہیں، چونکہ وہ بشر تھے، اس لیے بشری تقاضے بھی پورے کرتے تھے، ان کی بیویاں اور اولاد بھی تھیں اور وہ کھاتے پیتے اور سوتے بھی تھے۔[4]

۵۔ جس طرح تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر اور ان پر نازل کردہ کتب پر اور معجزات پر اجمالاً ایمان لانا فرض ہے، اسی طرح اس بات پر ایمان رکھنا بھی لازم ہے کہ تمام انبیائے کرام نے فریضہ تبلیغ دعوت بحسن وخوبی مکمل طور پر انجام دیا ہے اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے۔[5]

---

[1] قال العلامة علي القاري: والأنبياء كلهم أي جميعهم ... منزهون أي معصومون عن الصغائر والكبائر أي من جميع المعاصي والكفر ... والقبائح ... ثم هذه العصمة ثابتة للأنبياء قبل النبوة وبعدها على الأصح (شرح الفقه الأكبر: ۵۴-۵۵)

[2] قال تعالى: ﴿وما أرسلنا من رسول إلا ليطاع بإذن الله﴾ (النساء: ۶۴)

[3] قال تعالى: ﴿إن الله لا يأمر بالفحشاء﴾ (الأعراف: ۲۸)

[4] قال تعالى: ﴿ولقد أرسلنا رسلا من قبلك وجعلنا لهم أزواجا وذرية﴾ (الرعد: ۳۸) وقال تعالى: ﴿وما أرسلنا قبلك من المرسلين إلا إنهم ليأكلون الطعام ويمشون في الأسواق﴾ (الفرقان: ۲۰)

[5] قال تعالى: ﴿الذين يبلغون رسالات الله ويخشونه ولا يخشون أحدا إلا الله﴾ (الأحزاب: ۳۹)

سوال: اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں کتنے پیغمبر مبعوث فرمائے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے نبی پاک ﷺ تک بہت سے پیغمبر اس دنیا میں بھیجے ہیں، جن میں سے بعض کا تذکرہ قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں بھی ہے۔[1] اور بعض روایات میں اگرچہ تمام انبیائے کرام کی تعداد سوا لاکھ اور بعض میں سوا دو لاکھ آئی ہے، مگر بہتر یہی ہے کہ انبیائے کرام کی صحیح تعداد کو علم اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دیا جائے اور اجمالاً تمام انبیائے کرام پر ایمان رکھا جائے۔[2]

خاتم المرسلین ﷺ

سوال: نبی کریم ﷺ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا ضروری ہے؟

جواب: آنحضرت ﷺ کے بارے میں ہر مومن کے مندرجہ ذیل عقائد ہونا ضروری ہیں:

۱۔ آپ سید الانبیاء والمرسلین ہیں، آپ کی رسالت پر ایمان لانے اور نبوت کی گواہی دیے بغیر کسی شخص کا ایمان درست نہیں ہو سکتا۔

۲۔ قیامت کے دن کی ہولناکی سے جب ساری خلقت حیرت زدہ ہوگی اور انبیائے کرام کے پاس شفاعت کرنے کی درخواست لے کر جائے گی، تو سب انبیائے کرام معذرت کرلیں گے، تو آپ شفاعت فرمائیں گے، جس کے بعد لوگوں کا حساب کتاب شروع ہوگا۔

۳۔ آپ کی امت تمام امتوں سے پہلے جنت میں جائے گی۔

۱؎ قال تعالیٰ: ﴿ولقد ارسلنا رسلا من قبلك منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك﴾ (المؤمن: ۷۸)

۲؎ قال الملا علي القاري: وقد ورد أنه ﷺ سئل عن عدد الأنبياء فقال: مائة ألف وأربعة وعشرون ألفا، وفي رواية: مائتا ألف وأربعة وعشرون ألفا. إلا أن الأولى أن لا يقتصر على عدد فيهم (شرح الفقه الأكبر: ۵۳)

۴۔ قیامت کے دن لواء الحمد آپ کے دست مبارک میں ہوگا۔

۵۔ آپ ہی کو مقام محمود اور حوض کوثر سے نوازا جائے گا۔

۶۔ افضل الخلائق: آنحضرت ﷺ تمام مخلوقات میں افضل ترین اور اللہ کے محبوب و مقبول ترین بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ قابل احترام ہیں، فضیلت میں کوئی فرد مخلوق آپ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں۔[1]

۷۔ رسالت کا عموم: آنحضرت ﷺ قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لیے، اور ہر زمانے کے لیے رسول ہیں۔[2]

۸۔ ختم نبوت: اللہ تعالیٰ نے آپ کو قیامت تک آنے والے تمام انسان و جنات کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے اور انبیاء و مرسلین کا سلسلہ آپ کی نبوت پر ختم فرما دیا ہے، چنانچہ آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

﴿ولكن رسول الله وخاتم النبيين﴾[3]

یعنی محمد ﷺ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

---

[1] عن ابن عباس رضي الله عنه قال: إن الله فضل محمدا ﷺ على الأنبياء وعلى أهل السماء (الدارمي ٤٦) وعن أنس رضي الله عنه قال قال النبي ﷺ أنا سيد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر (مسلم رقم ٢٢٧٨ والترمذي رقم ٣٦١٦) وعن عبد الله بن عمرو رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ إن الله اتخذني خليلا كما اتخذ إبراهيم خليلا (ابن ماجه) وقال تعالى: وإنك لعلى خلق عظيم (القلم: ٤) وقال المفسر الرازي: فلما أمر محمد ﷺ أن يقتدي بالكل فكأنه أمر بمجموع ما كان متفرقا فيهم، ولما كان ذلك درجة عالية لم تتيسر لأحد من الأنبياء قبله، لا جرم وصفه الله بأنه عظيم (تفسير الكبير ٣٠: ١٨٠)

[2] قال تعالى: وما أرسلناك إلا كافة للناس بشيرا ونذيرا (سبأ: ٢٨) وقال تعالى: قل يا أيها الناس إني رسول الله إليكم جميعا (الأعراف: ١٥٨)

[3] قال تعالى: ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين (الأحزاب: ٤٠)

لہٰذا اس آیت کریمہ کی رو سے جو شخص بھی ختم نبوت کا انکار کرے گا، کافر ہو جائے گا۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد نبوت کے جھوٹے دعویدار پیدا ہوئے، جیسے مسیلمہ کذاب اور غلام احمد قادیانی (لعنۃ اللہ علیہم) جو خود بھی گمراہ ہوئے اور اپنے ساتھ لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔

۹۔ رحمت و ہدایت: اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت اور باعث ہدایت بنا کر بھیجا ہے۔[1]

۱۰۔ وجوب اطاعت: آپ کی اطاعت ہر شخص پر فرض ہے۔ آپ کی اطاعت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور آپ کی نافرمانی میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔[2]

۱۱۔ محبت: اپنے ماں باپ، آل و اولاد، بھائی بند اور مال و دولت وغیرہ سب کے مقابلہ میں سب سے زیادہ آنحضرت ﷺ سے (عقلی) محبت ہونا ایمان کا تقاضا ہے۔[3]

۱۲۔ درود کی کثرت: آنحضرت ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھنا مستحب اور نہایت عظیم عبادت ہے۔[4]

---

[1] قال تعالیٰ: ﴿وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین﴾ (الانبیاء: ۱۰۷)

[2] قال تعالیٰ: ﴿من یطع الرسول فقد اطاع اللہ﴾ (النساء: ۸۰) وقال تعالیٰ: ﴿ومن یعص اللہ ورسولہ﴾ (النساء: ۱۴)

[3] قال تعالیٰ: ﴿قل ان کان اٰباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموها وتجارة تخشون کسادها ومسٰکن ترضونها احب الیکم من اللہ ورسولہ وجهاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ﴾ (التوبۃ: ۲۴) وقال تعالیٰ: ﴿النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم﴾ (الاحزاب: ۶)

[4] قال تعالیٰ: ﴿ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یایها الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما﴾ (الاحزاب: ۵۶)

۳۔ بشریت: آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے، کامل ترین انسان اور پاک ترین بشر ہیں۔ آپ فرشتے یا نور نہیں ہیں، بلکہ دیگر اولادِ آدم کی طرح آپ بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے[1]

کچھ لوگ اہلِ سنت والجماعت کے اس عقیدے کے برخلاف، آنحضرت ﷺ کو ذات کے اعتبار سے بشر یعنی انسان کے بجائے (معاذ اللہ تعالیٰ) نور مانتے ہیں، ان کا یہ عقیدہ قرآن وسنت دونوں کے خلاف ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ﴾[2]

یعنی اے محمد ﷺ! آپ فرما دیجیے کہ میں تمہارے جیسا انسان ہی ہوں۔ میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہے۔

ایک حدیثِ صحیح میں سجدۂ سہو کے ذیل میں ارشادِ نبوی ہے کہ

إنما أنا بشر مثلكم أنسى كما تنسون[3]

یعنی میں تو تمہاری طرح ہی انسان ہوں، جس طرح تم بھولتے ہو مجھ سے بھی بھول ہوتی ہے۔

لہٰذا قرآن وحدیث سے ثابت ہوا کہ ہمارے نبی پاک ﷺ کامل ترین انسان اور پاک ترین بشر ہیں، اور اعلیٰ ترین منصب یعنی منصبِ نبوت ورسالت پر فائز ہیں۔ آپ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ نور سے پیدا ہوئے یعنی آپ بشر نہ تھے، جہالت کی بات ہے۔ یہی عقیدہ رکھنے والے آپ کو نور قرار دے کر یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں آپ کا کمال ہے، لیکن اگر معمولی غور کیا جائے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ آپ کا جسمانی طور پر بشر ہونا ہی انتہائی کمال ہے۔

---

[1] قال تعالى: ﴿وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا﴾ (الأنعام: ۹)

[2] الكهف: ۱۱۰

[3] رواه البخاري في كتاب الصلاة، رقم: ۴۰۱، ۱۲۲۶

ہُدہُد کو آگاہی حاصل ہوئی مگر اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی افضلیت اور زیادہ علم والے ہونے میں کوئی نقصان نہیں آیا۔

۸۔ آپ کے صحابہ کی فضیلت: آپ کی امت تمام امتوں سے بہتر اور آپ کے صحابہ کرام تمام انبیائے کرام کے صحابہ سے افضل ہیں۔ آپ کی امت میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر علی الترتیب حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلافت کے سب سے زیادہ حق دار تھے، کیوں کہ امت میں وہ سب سے افضل تھے اور آپ کے بعد بالترتیب حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلافت کے حق دار تھے۔

نیز ازواج مطہرات کے لیے جو پوری امت کی مائیں اور ہر عیب سے پاک وصاف ہیں، اللہ کی رضا اور خوشنودی کی دعائیں کرنا ہر مسلمان پر ان کا حق ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ازواج مطہرات میں سب سے افضل حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

اور ہم تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت اور عقیدت کو ایمان کا تقاضا سمجھتے ہوئے ان کی اچھائیاں بیان کرنا اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت اور بخشش کی دعائیں کرنا ایمان کا خاصہ سمجھتے ہیں۔ اور ان کی شان میں گستاخی کرنا یا نازیبا بات زبان سے نکالنا گمراہی قرار دیتے ہیں۔

صحابہ کرام کے درمیان جو اختلافات پیش آئے ان کے بارے میں خاموشی اختیار کرنا ہی سلامتی کا راستہ ہے اور ان اختلافات میں بحث و فیصلہ کرنا ایمان کی سلامتی کے لیے نہایت خطرناک ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہم مسلم شرفا میں سے مانتے ہیں اور ان کے فضائل ومناقب کے معترف ہیں، اور ساتھ ہی ہم ان کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ پیش آنے والے اختلاف میں ان کی رائے کو اجتہادی خطا پر محمول کرتے ہوئے ان کی فضیلت اور مناقب کا عقیدہ رکھتے ہیں۔[1]

سوال: کیا حضور اکرم ﷺ کو علم غیب بھی تھا؟

جواب: علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کی صفت کمال ہے، یہ صفت کسی مخلوق کو حاصل نہیں، اگر کوئی شخص (بلا تاویل) یہ صفت کسی مخلوق کے لیے مانے گا، تو وہ مشرک اور کافر ہو جائے گا۔ چنانچہ قرآن میں ارشاد ہے۔ ﴿وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾[2]

یعنی آسمان وزمین کی پوشیدہ باتوں کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ خاص ہے۔

نیز ارشاد ہے: ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ﴾[3]

یعنی پوشیدہ باتوں کا علم سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے: ﴿قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ﴾[4]

---

[1] قال اللہ تعالیٰ - ﴿وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ (التوبۃ: ۱۰۰)

وعن ابن مسعود قال: اولئک اصحاب محمد ﷺ کانوا افضل ھذہ الامۃ، ابرھا قلوبا، واعمقھا علما، واقلھا تکلفا، اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ ولاقامۃ دینہ فاعرفوا لھم فضلھم واتبعوھم علی اثرھم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقھم وسیرھم، فانھم کانوا علی الھدی المستقیم.

(مشکوٰۃ: باب الاعتصام بالکتاب)

[2] قال تعالیٰ: ﴿وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۝﴾ (النحل: ۷۷)

[3] قال تعالیٰ: ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا﴾ (الانعام: ۵۹)

[4] الانعام: ۵۰

کہو اے نبی! آپ لوگوں سے کہہ دیجیے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں یا یہ کہ میں غیب دان ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ [1]

یعنی اگر میں غیب دان ہوتا تو بہت سے فائدے حاصل کر لیتا اور مجھ کو کوئی نقصان نہ پہنچتا۔

ان تمام آیات سے معلوم ہو گیا کہ عالم الغیب ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، یہ صفت کسی مخلوق کو حاصل نہیں۔

چنانچہ حضور اقدس ﷺ بھی عالم الغیب نہیں تھے، کیونکہ عالم الغیب وہ ہوتا ہے جو بغیر کسی کے خبر دیے غیب کی ساری باتیں جانتا ہو اور اس کا یہ علم ذاتی ہو۔ آنحضرت ﷺ نے جو امت کو بعض غیب کی باتیں بتائی ہیں، ان کی خبر آپ کو اللہ تعالیٰ نے دی تھی اور ہر غیب کا آپ کو علم نہ تھا،[2] جیسا کہ کثیر تعداد میں ایسے واقعات احادیث شریفہ میں موجود ہیں، ان میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائے جانے کا قصہ بھی ہے۔ اس لیے آنحضرت ﷺ کے لیے عالم الغیب کا لقب استعمال کرنا جائز نہیں، کیونکہ اس میں شرک کا شبہ ہے۔

---

[1] الأعراف: ۱۸۸

[2] قال تعالى: ﴿عالم الغيب فلا يظهر على غيبه أحدا إلا من ارتضى من رسول﴾ (الجن: ۲۶، ۲۷) وقال الملا علي القاري في شرح الفقه الأكبر: ثم اعلم أن الأنبياء لم يعلموا المغيبات من الأشياء إلا ما علمهم الله تعالى أحيانا، وذكر الحنفية تصريحا بالتكفير باعتقاد أن النبي ﷺ يعلم الغيب، لمعارضة قوله تعالى: ﴿قل لا يعلم من في السماوات والأرض الغيب إلا الله وما يشعرون أيان يبعثون﴾ (النمل: ۶۵) وقال في المهند على المفند: لا يجوز هذا الإطلاق - يعني إطلاق عالم الغيب - وإن كان بتأويل، لكونه موهما. (ص: ۴۳)

معجزے

سوال: معجزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: کسی نبی یا رسول کے ہاتھوں (نبوت کے برحق ہونے کو ثابت کرنے کے لیے) ظاہر ہونے والی وہ عجیب وغریب بات جو عام معمول کے خلاف اور ظاہری اسباب کے بغیر ہو، اس کو معجزہ کہتے ہیں۔[1]

سوال: کیا تمام پیغمبروں کو معجزے دیے گئے ہیں؟

جواب: جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے جس پیغمبر کو بھی دنیا میں رسول بنا کر بھیجا، اس کو معجزے بھی دیے، تاکہ لوگوں کے سامنے ان کا پیغمبر ہونا واضح طور پر ثابت ہوجائے۔[2] چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ کا ٹھنڈا ہونا،[3] حضرت صالح علیہ السلام کے لیے حاملہ اونٹنی کا پہاڑ میں سے پیدا ہونا،[4] حضرت داود علیہ السلام کے لیے لوہے کا موم کی طرح نرم ہونا،[5] حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے جنات اور ہواؤں کا تابعدار ہونا،[6] حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے

---

[1] قال الملا علي القاري: إن المعجزة أمر خارق للعادة، كإحياء ميت وإعدام جبل، على وفق التحدي، وهو دعوى الرسالة. (شرح الفقه الأكبر، ص: ٦٩)

[2] قال تعالى: ﴿لقد أرسلنا رسلنا بالبينت وأنزلنا معهم الكتب والميزان﴾ (الحديد: ٢٥)

[3] قال تعالى: ﴿قلنا ينار كوني بردا وسلما على إبرهيم﴾ (الأنبياء: ٦٩)

[4] قال تعالى: ﴿وإلى ثمود أخاهم صلحا قال يقوم اعبدوا الله ما لكم من إله غيره قد جاءتكم بينة من ربكم هذه ناقة الله لكم آية﴾ (الأعراف: ٧٣)

[5] قال تعالى: ﴿وألنا له الحديد. أن اعمل سبغت﴾ (السبا: ١٠، ١١)

[6] قال تعالى: ﴿ولسليمن الريح غدوها شهر ورواحها شهر وأسلنا له عين القطر ومن الجن من يعمل بين يديه بإذن ربه﴾ (سبا: ١٢)

لکڑی کا اژدہا بن جانا اور بغل میں دست مبارک دے کر باہر نکالنے سے ہاتھ کا چمک دار ہونا۔[1] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بحکم الٰہی مردوں کو زندہ کرنا، اور مادرزاد نابینا کی بینائی بحال کرنا، دست مبارک پھیر کر کوڑھی کو اچھا کر دینا[2] وغیرہ وغیرہ۔

سوال: ہمارے نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کون کون سے معجزے دیے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی پاک ﷺ کو بہت سے معجزے دیے جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ شق القمر: جب کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ اگر آپ چاند کے دو ٹکڑے کر دیں تو ہم ایمان لے آئیں گے، چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی، پھر چاند کی طرف انگلی مبارک سے اشارہ فرمایا تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ کفار کو یقین نہ آیا اور وہ حیرت سے آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر صاف کرتے اور دیکھتے تھے۔ عصر اور مغرب کے درمیان جتنا وقت ہوتا ہے اتنی دیر چاند اسی طرح رہا اور اس کے بعد پھر سابقہ حالت پر لوٹ آیا۔ مشرکین کہنے لگے کہ آپ نے ہم پر جادو کر دیا ہے، اس لیے ہم باہر سے آنے والے مسافروں کا انتظار کرتے ہیں، پھر ان سے دریافت کریں گے۔ اگر انہوں نے تصدیق کر دی تو سچ مان لیں گے۔ چنانچہ جب مسافر آئے تو انہوں نے بھی شق القمر کا مشاہدہ بیان کیا مگر اس کے باوجود یہ لوگ ایمان نہ لائے اور اس کو جادو قرار دیا۔[3]

1۔ قال تعالیٰ: فألقى عصاه فإذا هي ثعبان مبين ۝ (الأعراف ۱۰۷، الشعراء ۳۲) وقال تعالیٰ: ونزع يده فإذا هي بيضاء للناظرين ۝ (الأعراف ۱۰۸، الشعراء ۳۳)

2۔ قال تعالیٰ: أني قد جئتكم بآية من ربكم أني أخلق لكم من الطين كهيئة الطير فأنفخ فيه فيكون طيرا بإذن الله وأبرئ الأكمه والأبرص وأحيي الموتى بإذن الله (آل عمران ۴۹)

3۔ قال تعالیٰ: اقتربت الساعة وانشق القمر ۝ وإن يروا آية يعرضوا ويقولوا سحر مستمر ۝ (القمر ۱، ۲) وعن مجاهد عن ابن عمر قال: انفلق القمر على عهد رسول الله ﷺ —

۲۔ قرآن کریم: نبی کریم ﷺ کو سب سے بڑا اور قیامت تک باقی رہنے والا معجزہ قرآن کریم عطا ہوا، ایسا عظیم الشان معجزہ پہلے کسی پیغمبر کو نہیں دیا گیا۔[1] قرآن کریم وہ عظیم الشان معجزہ علمی ہے کہ اس جیسا فصیح و بلیغ کلام نہ پہلے کوئی بنا سکا اور نہ ہی قیامت تک کوئی بنا سکے گا، اور نہ انسانوں میں اس کی طاقت ہے، نہ جنات میں۔[2]

۳۔ انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا: صلح حدیبیہ کے موقع پر ایک مرتبہ حضرات صحابہ کرام جن کی تعداد ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ تھی، پانی کی قلت کا شکار ہوئے، اور حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پانی نہ ہونے کی شکایت کی، نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک برتن پانی کا رکھا تھا، آپ نے اس برتن سے وضو فرمایا اور اس برتن میں اپنا دست مبارک ڈال دیا، تو پانی آپ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے پھوٹنے لگا، حتی کہ تمام حضرات نے سیر ہو کر پیا اور وضو فرمایا، حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ اگر ہم اس دن ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی ہو جاتا۔[3]

= فقال رسول الله ﷺ: اشهدوا. (الترمذي، باب ما جاء في انشقاق القمر: ۲/۱۶۴) وعن ابن مسعود ؓ قال: بينما نحن مع رسول الله ﷺ بمنى فانشق القمر فلقتين: فلقة من وراء الجبل وفلقة دونه، فقال لنا رسول الله ﷺ: اشهدوا. يعني ﴿اقتربت الساعة وانشق القمر ۝﴾ (الترمذي، أبواب التفسير: ۲/۱۶۲) وعن أنس ؓ قال: سأل أهل مكة النبي ﷺ آية فانشق القمر بمكة مرتين فنزلت: ﴿اقتربت الساعة وانشق القمر ۝ وإن يروا آية يعرضوا ويقولوا سحر مستمر ۝﴾ (الترمذي: ۲/۱۶۹) وعن ابن مسعود ؓ قال: انشق القمر على عهد رسول الله ﷺ فرقتين: فرقة فوق الجبل وفرقة دونه، فقال رسول الله ﷺ: اشهدوا.

(البخاري: ۲/۷۲۱)

[1] قال تعالى: ﴿إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون ۝﴾ (الحجر: ۹)

[2] قال تعالى: ﴿قل لئن اجتمعت الإنس والجن على أن يأتوا بمثل هذا القرآن لا يأتون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا ۝﴾ (بني إسرائيل: ۸۸)

[3] البخاري، رقم: ۴۱۵۲، عن جابر ؓ.

۴۔ درخت کا حکم ماننا: ایک مرتبہ حضرت نبی کریم ﷺ کو قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی اور اس جگہ کوئی آڑ نہ تھی، وادی کے اندر صرف دو درخت تھے، آپ نے ایک درخت کی ٹہنی پکڑ کر فرمایا کہ اللہ کے حکم سے میرا کہنا مان، تو وہ درخت آپ کے ساتھ چل پڑا جس طرح فرماں بردار اونٹ ساتھ چلتا ہے، حتیٰ کہ آپ دوسرے درخت کے پاس آئے اور اس کی ٹہنی پکڑ کر فرمایا کہ اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر، چنانچہ جب دونوں درخت مل گئے تو آپ نے حاجت پوری فرمائی۔ اس کے بعد دونوں درخت جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔[1]

۵۔ پہاڑوں کا سلام کرنا: حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھا، ایک مرتبہ آپ کے ساتھ مضافاتِ مکہ میں گیا، تو جو پہاڑ اور درخت سامنے آتا وہ یہ کہتا "السلام علیک یا رسول اللہ"۔[2]

اس کے علاوہ اور بہت سے معجزے کتب احادیث میں موجود ہیں جن سے آپ کی نبوت کی کھلی تائید ہوتی ہے۔

---

[1] مسلم، رقم: ۳۰۱۲ عن جابر

[2] الترمذی عن علی، رقم ۳۶۲۶، والدارمی رقم ۲۱، ۱/۲۵، الترغیب والترهیب ۴/۳۳۹

پانچواں باب

قیامت اور حشر و نشر

سوال: موت کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: موت اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوق ہے[1] جب کسی جاندار پر آتی ہے، تو اس کے جسم سے روح کا رابطہ ختم کر دیتی ہے، موت ایسی حقیقت ہے کہ جس کا کوئی ملحد، مشرک اور کافر بھی انکار نہیں کرسکتا، یہ ہر جاندار کو ضرور آتی ہے[2] موت آنے سے میت عالم دنیا سے عالم برزخ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔

سوال: موت کے بارے میں اسلامی عقیدہ کیا ہے؟

جواب: موت کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہر شخص کے لیے اس کا ایک وقت مقرر ہے، جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے، پس کسی کو بھی موت اس کے مقررہ وقت سے ایک لمحہ پہلے یا بعد میں نہیں آسکتی[3] اور یہ ہر جاندار کو ضرور بالضرور آتی ہے، کوئی جاندار اس سے بچ نہیں سکتا۔[4]

موت مؤمن کے حق میں نعمت اور راحت کا پیش خیمہ ہے، جب کہ کافر و نافرمان کے لیے یہ عذاب و عقاب کی ابتدا ہے[5] قیامت میں جب اہلِ جنت جنت میں اور اہلِ جہنم

---

[1] قال تعالى: ﴿الذي خلق الموت والحياة ليبلوكم أيكم أحسن عملاً﴾ (الملك: ٢)

[2] قال تعالى: ﴿كل نفس ذائقة الموت﴾ (آل عمران: ١٨٥)

[3] قال تعالى: ﴿فإذا جاء أجلهم لا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون﴾ (النحل: ٦١)

[4] قال تعالى: ﴿أينما تكونوا يدرككم الموت ولو كنتم في بروج مشيدة﴾ (النساء: ٧٨)

[5] الدنيا سجن المؤمن وجنة الكافر (ابن ماجه، كتاب الزهد، رقم: ٤١١٣، المكتبة العلمية، بيروت)، الترمذي، رقم ٢٣٢٤، مسلم، رقم: ٢٩٥٦، أحمد، ٢:٣٣٦)

جہنم میں پہنچ جائیں گے، تو موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لا کر جنت اور جہنم کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا، پھر جنتی ہمیشہ جنت میں اور جہنمی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔[1]

سوال: برزخ کیا ہے؟

جواب: ہر انسان پیدا ہونے کے بعد تین دور سے گزرتا ہے۔

۱۔ پیدا ہونے کے بعد موت سے پہلے تک، یہ عالم دنیا ہے۔

۲۔ موت کے بعد سے قیامت قائم ہونے تک، یہ برزخ کا دور ہے، اگر مردہ قبر میں ہے، تو قبر اس کے لیے برزخ ہے، اور اگر کسی درندے کے پیٹ، سمندر کی تہہ یا ہوا کے دوش پر، غرض جہاں بھی ہو، اس کا عالم برزخ وہی ہوگا۔[2]

۳۔ قیامت قائم ہونے کے بعد سے ہمیشہ ہمیشہ تک، یہ دار بقا اور دار آخرت ہے۔[3]

---

[1] عن أبي سعيد الخدري ... في حديث طويل: يؤتى بالموت يوم القيامة على صورة كبش أملح فيذبح بين الجنة والنار. (البخاري، رقم ٤٧٣٠، مسلم، رقم ٢٨٤٩) وعن ابن عمر ... قال: قال رسول الله ﷺ: إذا صار أهل الجنة إلى الجنة وأهل النار إلى النار جيء بالموت، حتى يجعل بين الجنة والنار، ثم يذبح، ثم ينادي مناد: يا أهل الجنة خلود لا موت، ويا أهل النار خلود لا موت، فيزداد أهل الجنة فرحا إلى فرحهم ويزداد أهل النار حزنا إلى حزنهم. (البخاري، رقم: ٦٥٣٨، ٢٠٠/٤، فتح الباري، رقم: ٦٥٤٨، ٤١٥/١١، كنز العمال، رقم: ٣٩٤٥٠، ١٠٠/١٤)

[2] قال في "شرح العقيدة الطحاوية": اعلم أن عذاب القبر هو عذاب البرزخ، فكل من مات وهو مستحق للعذاب ناله نصيبه منه، قبر أو لم يقبر، أكلته السباع أو احترق حتى صار رمادا ونسف في الهواء، أو صلب أو غرق في البحر، وصل إلى روحه وبدنه من العذاب ما يصل إلى المقبور. (ص ٤٥٦)

[3] قال في "شرح العقيدة الطحاوية": فالحاصل أن الدور ثلاثة: دار الدنيا ودار البرزخ ودار القرار. (ص ٤٥٢)

سوال: موت کے بعد برزخ میں انسان کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے؟

جواب: موت کے بعد ہر میت چاہے مسلمان ہو یا کافر، عالم برزخ میں پہنچ جاتی ہے، چنانچہ وہاں مومن کی روح کو بشارتوں اور خوش خبریوں کے ساتھ اور نہایت اعزاز و اکرام سے ساتویں آسمان پر لے جایا جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کا نام علیین میں لکھ دیا جاتا ہے اور اگر خدانخواستہ کافر ہے، تو اس کی روح کو نہایت تکلیف کے ساتھ اس کے جسم سے نکالا جاتا ہے اور نہایت بدبودار کپڑے میں قید کر کے آسمانوں پر لے جایا جاتا ہے، مگر آسمان کے دروازے اس کے لیے نہیں کھولے جاتے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو نچلی زمین کے سب سے تنگ حصہ میں پھینک دیا جاتا ہے۔

پھر اس کے بعد مومن یا کافر کو جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے، تو ان کی روح ان کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور منکر نکیر ان سے سوالات کرتے ہیں، اگر مردہ مومن ہے، تو سوالات کے درست جواب دیتا ہے اور اگر کافر ہے تو جواب میں لاعلمی ظاہر کرتا ہے۔ چنانچہ مومن کے لیے اس سوال و جواب کے بعد جنت کا فرش بچھا دیا جاتا ہے، اور جنت کے رخ پر اس کے لیے دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور قبر کو اس کے لیے تا حد نگاہ کشادہ کر دیا جاتا ہے، جب کہ کافر کے لیے آگ کا فرش بچھا دیا جاتا ہے اور جہنم کا دروازہ اس کی قبر میں کھول دیا جاتا ہے، جہاں اس کو جہنم کی گرمی اور آگ کی لپٹیں لگتی رہتی ہیں اور اس کی قبر کو اس قدر تنگ کر دیا جاتا ہے کہ اس کی دونوں جانب کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔[1]

---

[1] کما ورد في روایة عن براء بن عازب ؓ قال کنا في جنازة في بقیع الغرقد فأتانا النبي ﷺ، فقعد وقعدنا حوله کأن علی رؤوسنا الطیر وهو یلحد له فقال: أعوذ بالله من عذاب القبر — ثلاث مرات — ثم قال: إن العبد المؤمن إذا کان في إقبال من الآخرة وانقطاع من الدنیا نزلت إلیه ملائکة من السماء بیض الوجوه کأن وجوههم الشمس، معهم کفن من أکفان الجنة وحنوط من حنوط الجنة حتی یجلسوا منه مد البصر، ثم یجيء ملك الموت حتی یجلس عند رأسه —

تمام اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ عذاب قبر اور راحت برزخ برحق ہے، چنانچہ ایمان والوں کو قبر یا برزخ میں راحت وآرام، مسرتیں اور خوشیاں نصیب ہوتی ہیں، جب کہ کافر ومنافقین اور گناہ گار عذاب وتکلیف کا شکار ہوں گے۔[1]

سوال: منکر نکیر کون ہیں؟

جواب: منکر نکیر فرشتے ہیں، جو میت سے برزخ میں تین سوالات کرتے ہیں:

۱۔ تیرا رب کون ہے؟ ۲۔ تیرا دین کیا ہے؟ ۳۔ تیرا رسول کون ہے؟

چنانچہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ میت جب قبر میں دفن کردی جاتی ہے تو اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور منکر نکیر اس سے مذکورہ بالا تین سوالات کرتے ہیں۔[2]

[illegible] قال الشيخ [illegible] تسهيل العقيدة [illegible] وصححه ٤/٢٨٨-٢٨٧، أبو داود رقم ٤٧٥٣، وقال في شرح الفقه الأكبر: وإعادة الروح إلى العبد في قبره حق [illegible] في قبره حق (ص ٩٠).

[1] قال الله تعالى: ﴿النار يعرضون عليها غدوا وعشيا ويوم تقوم الساعة أدخلوا آل فرعون أشد العذاب﴾ (غافر: ٤٦)، وقال تعالى: ﴿... اليوم تجزون عذاب الهون بما كنتم تقولون على الله غير الحق﴾ (الأنعام: ٩٣)، وقال تعالى: ﴿ولو ترى إذ يتوفى الذين كفروا الملائكة يضربون وجوههم وأدبارهم وذوقوا عذاب الحريق﴾ (الأنفال: ٥٠)، وعن عبد الله بن عباس قال: مر النبي ﷺ بقبرين فقال: إنهما ليعذبان وما يعذبان في كبير.
(البخاري رقم ٢١٨، مسلم رقم ٢٩٢)

[2] كما في حديث البراء بن عازب المذكور آنفا: فتعاد روحه في جسده ويأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: ربي الله، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: ديني الإسلام، فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بعث فيكم؟ فيقول: هو رسول الله، فيقولان له: وما علمك؟ فيقول: قرأت كتاب الله فآمنت به وصدقت، فينادي مناد من السماء أن صدق عبدي فأفرشوه من الجنة وألبسوه من الجنة وافتحوا له بابا إلى الجنة، فيأتيه من روحها وطيبها ويفسح له فيها مد بصره (أبو داود، كتاب السنة، رقم ٤٧٥٣).

سوال: قیامت کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: جب اس دنیا میں ایک بھی اللہ کا نام لیوا نہ رہے گا، کفر و شرک اور نافرمانی پھیل جائے گی، تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے، جس کی ہیبت ناک اور کڑک دار آواز سے تمام جاندار مر جائیں گے، زمین ریزہ ریزہ ہو جائے گی، پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے، غرض تمام دنیا فنا ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا۔[1] پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا، تو سب حساب و کتاب کے لیے دوبارہ زندہ ہو جائیں گے، اسی کا نام قیامت اور حشر و نشر ہے۔[2]

سوال: قیامت کب آئے گی؟

جواب: قیامت کے دن کی خبر انبیائے کرام اپنی امتوں کو دیتے چلے آئے ہیں، مگر اللہ کے آخری رسول محمد ﷺ نے آ کر بتایا کہ قیامت قریب آ پہنچی ہے،[3] اور میں اس دنیا میں اللہ کا آخری رسول ہوں، لیکن قیامت کب آئے گی؟ اس کی ٹھیک ٹھیک تاریخ تو کیا، سال اور صدی تک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں معلوم۔[4] یہ ایسا راز ہے جو خالق کائنات

---

[1] لا تقوم الساعة حتى لا يقال في الأرض الله الله (مسلم: ۸٤/۱) لا تقوم الساعة إلا على شرار الناس (الدر المنثور: ٥/٥٤)

[2] وقال تعالى: ﴿ثم نفخ فيه أخرى فإذا هم قيام ينظرون﴾ (الزمر: ٦٨) وقال تعالى: ﴿ثم إنكم يوم القيمة تبعثون﴾ (المؤمنون: ١٦)

[3] قال تعالى: ﴿اقتربت الساعة وانشق القمر﴾ (القمر: ١) وعن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: بعثت أنا والساعة كهاتين، وأشار أبو داود بالسبابة والوسطى فما فضل أحدهما على الأخرى (الترمذي، أبواب الفتن: ٤٤/٢)

[4] قال تعالى: ﴿إن الله عنده علم الساعة﴾ (لقمان: ٣٤) وقال تعالى: ﴿يسئلونك عن الساعة أيان مرسها قل إنما علمها عند ربي لا يجليها لوقتها إلا هو﴾ (الأعراف: ١٨٧)

نے کسی فرشتے یا نبی کو بھی نہیں بتایا[1] ہاں اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کے ذریعے ہمیں قیامت کی نشانیاں بتادی ہیں، ان میں سے اکثر ظاہر ہو چکی ہیں، چند بڑی علامتیں ظاہر ہونا باقی ہیں۔

سوال: قیامت کی علامتیں کیا ہیں؟

جواب: قیامت کی علامات دو قسم کی ہیں: پہلی علاماتِ صغریٰ یعنی چھوٹی علامتیں اور دوسری علاماتِ کبریٰ یعنی بڑی علامتیں۔

علاماتِ صغریٰ یعنی وہ علامتیں جو ظاہر تو ہو چکی ہیں، مگر ابھی انتہا کو نہیں پہنچی ہیں، ان میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور ہوتا جائے گا، یہاں تک کہ علاماتِ کبریٰ یعنی بڑی علامتیں ظاہر ہونے لگیں گی۔[2]

علاماتِ صغریٰ بہت سی ہیں، جن میں سے چند علامات ذکر کی جاتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے یہ چھ نشانیاں ظاہر ہوں گی:

۱۔ میری وفات۔

۲۔ بیت المقدس کا فتح ہونا۔

۳۔ مسلمانوں میں ایک وبائی بیماری کا پھیلنا۔

۴۔ مال کا اتنا زیادہ ہونا کہ لوگ سو دینار کو بھی حقیر سمجھنے لگیں۔

۵۔ ملک عرب کے گھر گھر میں فتنہ کا داخل ہونا۔

---

[1] كما ورد في حديث جبرئيل: ما المسؤول عنها بأعلم من السائل. (البخاري، رقم: ٥٠، مسلم، رقم: ٨، ١٠، أبو داود، رقم: ٤٦٩٥، النسائي، رقم: ٤٩٩٠، ابن ماجه، رقم: ٦٣، ٦٤، أحمد: ١٢٩/٤، ١٦٣/٤)

[2] الإشاعة للبرزنجي (ص: ٤)

۶۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ایک صلح کا ہونا اور پھر عیسائیوں کی طرف سے اس کی خلاف ورزی ہونا۔[1]

ان مذکورہ چھ علامتوں میں سے پانچ ظاہر ہو چکی ہیں، چنانچہ نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیت المقدس فتح ہوا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کے دورِ خلافت میں مسلمانوں کے لشکر میں عمواس کے مقام پر ایسا طاعون پھیلا کہ تین دن میں تیرہ ہزار مسلمان اس سے وفات پا گئے۔ جب کہ چوتھی اور پانچویں علامات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ظاہر ہوئیں کہ مسلمانوں کے پاس دولت کی ریل پیل ہو گئی۔

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ دین پر قائم رہنے والے کی حالت اس شخص کی طرح ہوگی، جس نے انگارے کو اپنی مٹھی میں پکڑ رکھا ہے۔[2] تجارت کی کثرت ہوگی، یہاں تک کہ بیوی شوہر کے ساتھ تجارت میں شریک و معاون ہوگی، رشتہ داروں سے قطع تعلقی کی کثرت ہوگی، لکھنے کا رواج بہت بڑھ جائے گا، جھوٹی گواہیوں کی کثرت ہوگی، قبیلوں اور قوموں کے سربراہ منافق، رذیل ترین اور فاسق لوگ ہوں گے، تعلیم محض دنیا کے لیے ہوگی، رشتہ داروں کے حقوق پامال کیے جائیں گے

---

[1] عن عوف بن مالك رضي الله عنه قال: أتيت النبي ﷺ في غزوة تبوك وهو في قبة من أدم، فقال: اعدد ستا بين يدي الساعة: موتي، ثم فتح بيت المقدس، ثم موتان يأخذ فيكم كقعاص الغنم الخ (البخاري، رقم: ۳۱۷۶)

[2] عن أنس رضي الله عنه عن النبي ﷺ: يأتي على الناس زمان الصابر فيهم على دينه كالقابض على الجمر (الترمذي، ۲۲۵۰)

[3] عن ابن مسعود رضي الله عنه عن النبي ﷺ: إن بين يدي الساعة تسليم الخاصة، وفشو التجارة حتى تعين المرأة زوجها على التجارة، وقطع الأرحام، وفشو القلم، وظهور الشهادة بالزور.

(أحمد ۷: ۴۰۸، ۹/۱، كنز العمال، رقم: ۳۸۵۸۴، ۱۴/۲۲۶)

علاماتِ صغریٰ اور بھی بہت سی احادیث میں موجود ہیں، ان سب کی خبر حضور اقدس ﷺ نے اس دور میں دی تھی جب کہ ایسی باتوں کا تصور بھی مشکل تھا، مگر آج ہم سب لوگ ان علامتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔

سوال: بڑی علامتیں کون کون سی ہیں؟
جواب: قیامت کی بڑی علامتیں یہ ہیں۔

۱۔ ظہورِ مہدی: مسلمانوں کے آخری امیر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے، ان کے ظہور کا وہی وقت ہے جو دجال کے ظہور کا وقت ہے۔
حضرت امام مہدی حضور اقدس ﷺ کی اولاد میں سے ہوں گے، آپ کا نام محمد اور والد کا نام عبداللہ ہوگا[1]، آپ کا قد کچھ لمبا ہوگا، جسم مضبوط اور رنگ گورا مائل بہ سرخی ہوگا، چہرہ کشادہ، ناک پتلی اور بلند ہوگی[2]، زبان میں کچھ لکنت ہوگی، جب یہ لکنت زیادہ تنگ کرے گی تو آپ رانوں پر ہاتھ ماریں گے[3]، آپ چالیس برس کی عمر میں ظاہر ہوں گے، اس کے بعد سات یا آٹھ برس حیات رہیں گے[4]۔

---

[1] عن زر عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: لا تذهب الدنيا حتى يملك العرب رجل من أهل بيتي يواطئ اسمه اسمي واسم أبيه اسم أبي (الترمذي: ٢٢٣٠) وقال في حديث سفيان لا تذهب أو لا تنقضي الدنيا حتى يملك العرب رجل من أهل بيتي يواطئ اسمه اسمي (أبو داود، رقم: ٤٢٨٥)

[2] عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله ﷺ: المهدي مني أجلى الجبهة أقنى الأنف (أبو داود، رقم: ٤٢٨٥)

[3] قال الإمام البرزنجي في "الإشاعة": في لسانه ثقل، وإذا أبطأ عليه الكلام ضرب فخذه الأيسر بيده اليمنى (ص: ٨٩)

[4] عن أبي سعيد الخدري... قال: قال رسول الله ﷺ: المهدي مني أجلى الجبهة أقنى الأنف، يملأ الأرض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما، يملك سبع سنين (أبو داود، رقم: ٤٢٨٥)

کرے گا اور جبلِ احد کے پاس آ کر پڑاؤ ڈال دے گا، مگر مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گا، پھر یہ شام میں فلسطین کے ایک شہر تک آئے گا، اور مسلمان حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بیت المقدس کے ایک پہاڑ پر محصور ہو جائیں گے۔[1]

۳۔ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام: جب محاصرہ طول کھینچے گا، تو حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ دجال سے جنگ کا فیصلہ کر لیں گے۔ جنگ کیلئے صف بندی کر لی جائے گی اور دونوں لشکر جنگ کیلئے تیار ہوں گے، اسی دوران ایک دن مسلمان فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کھڑے ہوں گے اور امام مہدی رضی اللہ عنہ امامت کیلئے آگے بڑھ جائیں گے، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینار پر اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر رکھے ہوئے آسمان سے نازل ہوں گے[2] اور امام مہدی رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز ادا فرمائیں گے۔

---

[1] عن أبي أمامة الباهلي قال: خطبنا رسول الله ﷺ ... وإنه يخرج من خلة بين الشام والعراق، فيعيث يميناً ويعيث شمالاً ... إنه يبدأ فيقول: أنا نبي، ولا نبي بعدي، ثم يثني فيقول: أنا ربكم، ولا ترون ربكم حتى تموتوا، وإنه أعور، وإن ربكم ليس بأعور، وإنه مكتوب بين عينيه كافر، يقرؤه كل مؤمن كاتب أو غير كاتب، وإن من فتنته أن معه جنة ونارا، فناره جنة وجنته نار ... وإنه لا يبقى شيء من الأرض إلا وطئه وظهر عليه، إلا مكة والمدينة، لا يأتيهما من نقب من نقابهما إلا لقيته الملائكة بالسيوف صلتة ... فأين العرب يومئذ؟ قال: هم يومئذ قليل، وجلهم ببيت المقدس، وإمامهم رجل صالح، فبينما إمامهم قد تقدم يصلي بهم الصبح إذ نزل عليهم عيسى بن مريم. (أخرجه أبو داود رقم ۴۳۲۶، ابن ماجه رقم ۴۰۷۷)

[2] قال تعالى: وإنه لعلم للساعة (الزخرف: ۶۱) وقال تعالى: وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته (النساء: ۱۵۹) وعن النواس بن سمعان في حديث طويل ... فبينما هو كذلك إذ بعث الله المسيح ابن مريم، فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بين مهرودتين، واضعا كفيه على أجنحة ملكين، إذا طأطأ رأسه قطر، وإذا رفعه تحدر منه جمان كاللؤلؤ، فلا يحل لكافر يجد ريح نفسه إلا مات، ونفسه ينتهي حيث ينتهي طرفه، فيطلبه حتى يدركه بباب لد فيقتله. (مسلم وغيره كما في المشكاة)

ذوالقرنین نے لوگوں کو ان کے فساد اور لوٹ مار سے محفوظ رکھنے کے لیے، دو پہاڑوں کے درمیان سیسہ پلائی ہوئی دیوار کھڑی کر کے ان کا راستہ بند کر دیا تھا اس دیوار کی وجہ سے لوگوں کو ان کے فساد اور لوٹ مار سے تحفظ مل گیا تھا[1] یہ مضبوط دیوار اب تک قائم ہے، قیامت کے قریب یہ دیوار اللہ تعالیٰ کے حکم سے ٹوٹ جائے گی۔[2]

غرض یہ قوم دیوار ٹوٹنے کے بعد زمین کے چپہ چپہ پر پھیل جائے گی اور سخت تباہی و بربادی پھیلائے گی، آخرکار حضرت عیسیٰ ﷺ یاجوج ماجوج کے لیے بددعا فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس قوم کو ایک بیماری میں مبتلا فرما کر ہلاک فرما دیں گے، اس کے بعد حضرت عیسیٰ ﷺ اور مسلمان زمین پر اتر آئیں گے، مگر زمین یاجوج ماجوج کی لاشوں سے اٹی پڑی ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ لمبی لمبی گردنوں والے پرندے بھیجیں گے جو ان کی لاشیں اٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہیں گے، پھینک دیں گے، پھر بارش ہوگی جس سے زمین بالکل صاف و شفاف ہو جائے گی[3] اس کے بعد دوبارہ زمین پر خیر ہی خیر ہوگی، وغیرہ

---

[1] قال تعالى: آتوني زبر الحديد حتى إذا ساوى بين الصدفين قال انفخوا حتى إذا جعله نارا قال آتوني أفرغ عليه قطرا ○ فما اسطاعوا أن يظهروه وما استطاعوا له نقبا ○ (الكهف: ۹۶، ۹۷)

[2] عن أبي هريرة ... عن رسول الله ﷺ قال: إن يأجوج ومأجوج ليحفرون السد كل يوم حتى إذا كادوا يرون شعاع الشمس قال الذي عليهم: ارجعوا فستحفرونه غدا، فيعودون إليه كأشد ما كان حتى إذا بلغت مدتهم وأراد الله أن يبعثهم على الناس، حفروا حتى إذا كادوا يرون شعاع الشمس قال الذي عليهم: ارجعوا فستحفرونه غدا إن شاء الله، فيستثني، فيعودون إليه وهو كهيئته حين تركوه، فيحفرونه ويخرجون على الناس فيستقون المياه الخ

(تفسير ابن كثير: ۵/ ۱۹۴، ۳۰۹)

[3] قال ابن كثير: فيدعو عليهم عيسى ابن مريم ... فيقول: اللهم لا طاقة لنا بهم ... فيسلط الله عليهم دودا يقال له "النغف" فيفرس رقابهم، ويبعث الله عليهم طيرا فتأخذهم بمناقيرها فتلقيهم في البحر، ويبعث الله عينا يقال لها "الحياة" يطهر الله الأرض وينبتها حتى أن الرمانة ليشبع منها السكن، قيل: وما السكن يا كعب؟ قال: أهل البيت.

(صحيح الأخبار لابن كثير: ۱۹۶/۱)

گے، لیکن صبح نہ ہوگی، یہاں تک کہ جب رات تین یا چار راتوں کے برابر ہو چکے گی تو
سورج مغرب کی جانب سے تھوڑی سی روشنی کے ساتھ نکلے گا اور اتنا بلند ہو کر کہ جتنا
دوپہر سے پہلے ہوتا ہے، دوبارہ مغرب میں جا کر ڈوب جائے گا۔ اس کے بعد عام
عادت کے مطابق مشرق سے طلوع ہوا کرے گا۔ مغرب سے سورج طلوع ہونے کے
بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا، کافر کفر سے اور گناہ گار گناہوں سے توبہ کریں گے، مگر وہ
توبہ معتبر نہ ہوگی۔[۱]

۷۔ دابۃ الارض: اس کے بعد مکہ معظمہ میں صفا پہاڑی زلزلے سے پھٹ جائے گی اور
اس میں سے ایک عجیب وغریب شکل کا جانور نکلے گا، جس کا سر بیل کی طرح، آنکھیں
خنزیر کی طرح، کان ہاتھی کی طرح، گردن شترمرغ کی طرح، سینہ شیر کی طرح، جسمانی
رنگ چیتے کی طرح، پچھاڑی بلی کی طرح اور دم مینڈھے کی طرح ہوگی، حضرت
موسیٰ علیہ السلام کا عصا (لاٹھی) اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی اس کے پاس ہوگی، وہ ہر
مومن وکافر کی پیشانی پر نشان لگائے گا، یہ عجیب جانور ہے، ساری دنیا میں گھومے گا اور

---

۱ قال تعالى: ﴿يوم يأتي بعض آيات ربك لا ينفع نفسا إيمانها لم تكن آمنت من قبل أو كسبت في إيمانها خيرا﴾ (الأنعام: ۱۵۸) وعن أبي هريرة رضي الله عنه: أن رسول الله ﷺ قال: لا تقوم الساعة حتى تقتتل فئتان عظيمتان ... وحتى تطلع الشمس من مغربها، فإذا طلعت ورآها الناس آمنوا أجمعون، فذلك حين لا ينفع نفسا إيمانها الخ. (البخاري، رقم: ۷۱۲۱، مسلم: ۲/۳۹۰، أحمد: ۲/۳۹۵، الدر المنثور: ۶/۵۹) وقال في "الإشاعة": وروى ابن مردويه عن حذيفة قال: سألت رسول الله ﷺ: ما آية طلوع الشمس من مغربها؟ قال: تطول تلك الليلة حتى تكون قدر ليلتين. وروى عبد بن حميد وابن أبي حاتم عن ابن عباس نحوه، قال: [illegible] الليلة [illegible] قدر ثلاث ليال، وفي رواية البيهقي عن عبد الله بن عمرو مثله [illegible] الخ

(الإشاعة للبرزنجي، ص: ۱۶۶)

لوگوں سے باتیں کرے گا، اس کو دیکھ کر کافر بھی ایمان لائیں گے مگر ان کا یہ ایمان بے فائدہ ہوگا۔[1]

۸۔ یمن کی آگ: پھر ایک آگ یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو محشر (ملک شام) کی طرف ہانک کر لے جائے گی، قرآن کریم لوگوں کے سینوں اور مصاحف سے اٹھالیا جائے گا۔[2]

۹۔ مؤمنین کی موت: کچھ عرصہ بعد ایک نہایت فرحت بخش ہوا چلے گی، جو تمام مؤمنین کی روح قبض کرلے گی، اور کوئی مؤمن دنیا میں باقی نہ رہے گا، دنیا میں صرف کفار اور بدکاروں کا عمل ہوجائے گا، حکومت پر حبشہ کے کافر مسلط ہوں گے، جو خانہ کعبہ کو شہید کردیں گے، تین چار سال اسی حالت میں گزریں گے کہ اچانک جمعہ کے دن، دس محرم کو حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور بدترین لوگوں پر قیامت آجائے گی۔[3]

---

[1] قال تعالى: ﴿أخرجنا لهم دابة من الأرض تكلمهم أن الناس كانوا بآياتنا لا يوقنون﴾ (النمل: ٨٢) وقال ابن جرير عن أبي الزبير أنه وصف الدابة فقال: رأسها رأس ثور وعينها عين خنزير وأذنها أذن فيل وقرنها قرن أيل وعنقها عنق نعامة وصدرها صدر أسد ولونها لون نمر وخاصرتها خاصرة هر وذنبها ذنب كبش وقوائمها قوائم بعير، بين كل مفصلين اثنا عشر ذراعا، تخرج معها عصا موسى عليه السلام وخاتم سليمان عليه السلام، فلا يبقى مؤمن إلا نكتت في وجهه بعصا موسى نكتة بيضاء فتفشو تلك النكتة حتى يبيض بها وجهه، ولا يبقى كافر إلا نكتت في وجهه نكتة سوداء بخاتم سليمان فتفشو تلك النكتة حتى يسود بها وجهه، حتى أن الناس يتبايعون في الأسواق: بكم ذا يا مؤمن؟ بكم ذا يا كافر؟ (ابن كثير، ٣/٣٧٦)

[2] عن حذيفة بن أسيد الغفاري قال: اطلع علينا النبي ﷺ ونحن نتذاكر ... وآخر ذلك نار تخرج من اليمن تطرد الناس إلى محشرهم (مسلم بشرح النووي: ٢٩٠١)

[3] عن النواس بن سمعان رضي الله عنه في حديث طويل: فبينما هو كذلك إذ بعث الله ريحا طيبة فتأخذهم من تحت آباطهم فتقبض روح كل مؤمن وكل مسلم، ويبقى شرار الناس يتهارجون فيها تهارج الحمر، فعليهم تقوم الساعة

(مسلم، رقم: ٢٩٣٧، ابن ماجه، رقم: ٤٠٧٥، الترمذي، رقم: ٢٢٤٠)

حشر ونشر

سوال: حشر نشر یا عالم آخرت کیا ہے؟

جواب: پہلی دفعہ صور پھونکنے سے تمام عالم نیست و نابود ہو جائے گا، حتیٰ کہ خود حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بھی موت آ جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب کے سب فنا ہو جائیں گے، پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا، تمام عالم دوبارہ زندہ ہو جائے گا، مردے قبروں میں سے زندہ ہو کر نکل پڑیں گے اور سب جمع ہو کر میدان حشر کی طرف چل پڑیں گے، یہی دوبارہ زندگی حشر ونشر یا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔[1]

سوال: عالم آخرت اور میدان حشر کے کچھ حالات بیان کریں۔

جواب: دوسری بار صور پھونکنے پر جب تمام عالم بیدار ہو جائے گا اور مردے زندہ ہو جائیں گے[2] تو سورج سوا نیزے پر آ جائے گا، اور لوگ اپنے اعمال کی نسبت سے پسینے میں ڈوبے ہوں گے، بعض ٹخنوں تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے، بعض گھٹنوں تک، بعض ناف تک اور بعض کو پسینے نے منہ تک ڈبو رکھا ہوگا۔[3] اس دن لوگ ننگے بغیر

---

[1] قال تعالى: ﴿فإذا نفخ في الصور نفخة واحدة ○ وحملت الأرض والجبال فدكتا دكة واحدة ○﴾ (الحاقة: ١٣، ١٤) وقال تعالى: ﴿ونفخ في الصور فصعق من في السموت ومن في الأرض إلا من شاء الله ثم نفخ فيه أخرى فإذا هم قيام ينظرون ○﴾ (الزمر: ٦٨) وقال تعالى: ﴿ثم إنكم يوم القيمة تبعثون ○﴾ (المؤمنون: ١٦) وقال تعالى: ﴿ويبقى وجه ربك ذو الجلال والإكرام ○﴾ (الرحمن: ٢٧)

[2] قال تعالى: ﴿ثم نفخ فيه أخرى فإذا هم قيام ينظرون﴾ (الزمر: ٦٨)

[3] عن المقداد قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: تدنى الشمس يوم القيامة من الخلق حتى تكون منهم كمقدار ميل، فيكون الناس على قدر أعمالهم في العرق، فمنهم من يكون إلى كعبيه الخ (مسلم، رقم: ٢٨٦٤)

مدہوش ہوں گے۔[1]

تمام انسان حساب وکتاب کے لیے میدانِ قیامت میں جمع ہوں گے، ہمارے پیارے نبی ﷺ کی سفارش پر حساب کتاب شروع ہوگا۔[2] حساب وکتاب سب کا ہوگا، اعمال ناموں کا وزن ہوگا، اور اعمال ناموں کے وزن کے لیے ''میزانِ عدل'' یعنی انصاف کا ترازو نصب ہوگا، جس کے داہنے پلڑے میں نیک اعمال اور بائیں پلڑے میں اعمالِ بد رکھے جائیں گے۔[3] جن کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا، ان کو نامۂ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا اور جن کے گناہوں کا پلڑا بھاری ہوگا، ان کا نامۂ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں تھمایا جائے گا، نیکوکار خوشی کے مارے سب کو اپنا نامۂ اعمال دکھاتے ہوں گے، جب کہ بدکار حسرت وافسوس کرتا پھرے گا۔[4] پھر سب کو پلِ صراط سے گزرنا ہوگا۔

پلِ صراط

سوال: پلِ صراط کیا ہے؟

جواب: یہ ایک پل ہے، جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے[5] اور جہنم

---

[1] قال تعالى: ﴿وترى الناس سكارى وما هم بسكارى﴾ (الحج: ۲)

[2] كما رواه أنس في حديث الشفاعة، مسلم ۴۷۵، ابن ماجه، رقم: ۴۳۰۷، ۴۳۱۲

[3] قال تعالى: ﴿ونضع الموازين القسط ليوم القيامة فلا تظلم نفس شيئا وإن كان مثقال حبة من خردل أتينا بها وكفى بنا حاسبين﴾ (الأنبياء: ۴۷)

[4] قال تعالى: ﴿فأما من أوتي كتابه بيمينه فيقول هاؤم اقرءوا كتابيه ۝ إني ظننت أني ملاق حسابيه ۝ فهو في عيشة راضية ۝ في جنة عالية ۝ قطوفها دانية ۝ كلوا واشربوا هنيئا بما أسلفتم في الأيام الخالية ۝ وأما من أوتي كتابه بشماله فيقول يا ليتني لم أوت كتابيه ۝ ولم أدر ما حسابيه ۝ يا ليتها كانت القاضية ۝﴾ (الحاقة: ۱۹–۲۷)

[5] قال في "جمع الفوائد": وفي رواية قال أبو سعيد: بلغني أن الجسر أدق من الشعر وأحد —

کے اوپر بندھا ہے، سب کو اس پر سے گزرنے کا حکم ہوگا۔[2] نیک لوگ اس کو سلامتی کے ساتھ عبور کرکے جنت میں پہنچ جائیں گے، اور بدکار گنہگار اس پر سے کٹ کر دوزخ میں گر جائیں گے۔[3]

سوال: کیا گناہ گار مسلمان بھی جہنم میں جائے گا؟

جواب: جی ہاں! وہ مسلمان جس نے دنیا میں گناہ کیے اور سچی توبہ نہ کی، تو قانون خداوندی کے مطابق وہ جہنم میں اپنے گناہوں کی سزا پاکر اور پاک وصاف ہوکر بالآخر جنت میں چلے جائیں گے، ہاں اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو معاف فرمادیں، تو یہ بھی سیدھے جنت میں پہنچ جائیں گے۔[4]

[1] رواه الشيخان والنسائي: جمع الفوائد: ٤٣٣/١، ١٠٠٠٠، ٨٣٨/٢

[2] قال تعالى: ﴿وإن منكم إلا واردها كان على ربك حتما مقضيا﴾ (مريم: ٧١)

[3] قال تعالى: ﴿ثم ننجي الذين اتقوا ونذر الظالمين فيها جثيا﴾ (مريم: ٧٢)

[4] وقوله: "ثم ننجي الذين اتقوا" أي إذا مر الخلائق كلهم على النار وسقط فيها من سقط من الكفار والعصاة ذوي المعاصي بحسبهم، نجى الله تعالى المؤمنين المتقين بحسب أعمالهم التي كانت في الدنيا، ثم يشفعون في أصحاب الكبائر من المؤمنين، فيشفع الملائكة والنبيون والمؤمنون فيخرجون خلقا كثيرا قد أكلتهم النار إلا دارات وجوههم، وهي مواضع السجود ... حتى يخرجون من كان في قلبه أدنى أدنى أدنى مثقال ذرة من إيمان، ثم يخرج الله من النار من قال يوما من الدهر "لا إله إلا الله" وإن لم يعمل خيرا قط، ولا يبقى في النار إلا من وجب عليه الخلود، كما وردت بذلك الأحاديث الصحيحة عن رسول الله ﷺ، ولهذا قال تعالى: ﴿ثم ننجي الذين اتقوا ونذر الظالمين فيها جثيا﴾ (تفسير ابن كثير: ١٢٣/٣، ١٢٤)

مكتبة البشرى

المطبوعة

ملونة مجلدة

الصحيح لمسلم	(٧ مجلدات)
الموطأ للإمام محمد	(مجلدين)
الهداية	(٨ مجلدات)
مشكاة المصابيح	(٤ مجلدات)
التبيان في علوم القرآن	(مجلد)
تفسير البيضاوي	(مجلد)
شرح العقائد	(مجلد)
تيسير مصطلح الحديث	(مجلد)
تفسير الجلالين	(٣ مجلدات)
المسند للإمام الأعظم	(مجلد)
مختصر المعاني	(مجلدين)
الحسامي	(مجلد)
الهدية السعيدية	(مجلد)
نور الأنوار	(مجلدين)
القطبي	(مجلد)
كنز الدقائق	(٣ مجلدات)
أصول الشاشي	(مجلد)
نفحة العرب	(مجلد)
شرح التهذيب	(مجلد)
مختصر القدوري	(مجلد)

تعريب علم الصيغة (مجلد)

نور الإيضاح (مجلد)

ملونة كرتون مقوى

شرح عقود رسم المفتي	السراجي
متن العقيدة الطحاوية	الفوز الكبير
هداية النحو (مع الخلاصة والتمارين)	تلخيص المفتاح
زاد الطالبين	دروس البلاغة
عوامل النحو (السيد)	الكافية
هداية النحو	تعليم المتعلم
إيساغوجي	مبادئ الأصول
شرح مائة عامل	المرقاة

متن الكافي مع مختصر الشافي

خير الأصول في حديث الرسول

ستطبع قريبا بعون الله تعالى

ملونة مجلدة/ كرتون مقوى

الموطأ للإمام مالك	الجامع للترمذي
ديوان الحماسة	ديوان المتنبي
التوضيح والتلويح	المعلقات السبع
شرح الجامي	المقامات الحريرية

Books in English

Tafsir-e-Uthmani (Vol. 1, 2, 3)
Lisaan ul Quran (Vol. 1, 2, 3)
Key Lisaan ul Quran (Vol. 1, 2, 3)
Al-Hizbul Azam (Large) (H. Binding)
Al-Hizbul Azam (Small) (Card Cover)
Secret of Salah

Other Languages

Riyad Us Saliheen (Spanish) (H. Binding)
Fazail-e-Aamal (German)

To be published Shortly Insha Allah

Al-Hizbul Azam (French) (Coloured)